رجسٹرڈ نمبر پی ۹۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۱۲ ۔ شمارہ ۲

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری

نائب فیض احمد گجراتی

شرح چندہ: سالانہ ۶ — ۰۰ ۔ ششماہی ۳ — ۵۰ ۔ ممالک غیر ۷ — ۵۰ ۔ فی پرچہ ۰ — ۱۳

۱۰ر صلح ۱۳۴۲ ہش ۔ ۱۴ر شعبان ۱۳۸۲ھ ۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۶۳ء

اخبار احمدیہ

ربوہ ۔ ۵ر جنوری ۔ ۹ بجے صبح ۔ اخبار الفضل میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

"کل دن بھر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی رہی البتہ شام کے قریب کچھ بے چینی کی تکلیف ہو گئی ۔ رات نیند آ گئی ۔ اس وقت طبیعت بفضلہٖ تعالےٰ اچھی ہے ۔"

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل و کرم سے حضور انور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے آمین ثم آمین ۔

قادیان ۸ر جنوری ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ مع اہل و عیال جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے ہوئے ہیں اور توقع ہے کہ چند روز تک واپس دارالامان تشریف لے آئیں گے ۔ انشاء اللہ ۔ اللہ تعالےٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر رہے ۔ آمین ۔

وقفِ جدید کے چھٹے سال کا آغاز

اور

احبابِ جماعت کے نام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام

احباب اور جماعتیں جلد از جلد اپنے وعدے دفتر ھذا کو ارسال فرمائیں

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے وقفِ جدید کے چھٹے سال کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النّاصر

برادران جماعت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

وقفِ جدید کو مضبوط کرو ۔ ہمت کرو ۔ خدا برکت دے گا ۔ اسلام کو دنیا کے کناروں تک پھیلا دو ۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہی بتایا تھا کہ میرے زمانہ میں احمدیت پھیلے گی ۔ وقفِ جدید کا کام بہت پھیل رہا ہے ۔ چندہ ضرورت سے بہت کم ہے ۔ اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق دے اور کام میں برکت دے ۔

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۲۰-۱۲-۶۲ء

اس سے پہلے گذشتہ سالوں میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ اس بابرکت اور سلسلہ کو ترقی اور وسعت دینے والی تحریک میں احباب جماعت کو شمولیت کی دعوت دیتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ تحریر فرما چکے ہیں :-

"میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں اس غفلت کا ازالہ کرنا چاہیئے اور نہ صرف اپنے وعدوں کو پورا کرنا چاہیئے بلکہ انہیں کوشش کرنی چاہیئے کہ جماعتوں کی طرف سے نئے سال کے وعدے گذشتہ سال سے اضافہ کے ساتھ پیش ہوں کیونکہ جب تک وقفِ جدید کی مالی حالت مضبوط نہیں ہوگی ہم معلّمین کی تعداد بڑھا نہیں سکتے ۔"

"میرے لئے یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ جماعت خدا کے فضل سے بیداری سے کام لے رہی ہے ۔ مگر کام کی اہمیت اور اس کی وسعت کو دیکھتے ہوئے ابھی آپ لوگوں کو قربانیوں کا معیار اور بھی بلند کرنے کی ضرورت ہے ۔ کیونکہ دیہاتی جماعتوں کی تربیت لاکھوں روپے کے خرچ کی متقاضی ہے ۔ پس میں جماعت کے افراد کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس بارے میں دعاؤں سے کام لیں اور زیادہ سے زیادہ مالی قربانیاں بھی پیش کریں تاکہ صحیح اسلامی تعلیم سے لوگوں کو روشناس کیا جاتے ۔"

"یہ تحریک خدا تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے ۔ اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں ، کپڑے بیچنے پڑیں پھر اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا ۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے ۔ خدا تعالےٰ ان لوگوں کو تنگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے ۔ اور میری مدد کے لئے فرشتوں کو آسمان سے اتارے گا ۔"

یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس نے موجودہ غیر معمولی حالات میں ہندوستان کے مخلصین کو بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت وقفِ جدید کے فنڈ میں حصہ لینے اور تبلیغی و تربیتی جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائی ۔ اس وقت انجمن وقفِ جدید (بھارت) کے ماتحت چھ معلّمین ہندوستان میں کام کر رہے ہیں ۔ اور تین مکتب جاری ہیں ۔ بفضلہٖ تعالےٰ ان معلّمین کی مساعی کے نتیجہ میں ۲۹۸ افراد کو قبولِ حق کی توفیق مل چکی ہے ۔

لیکن ہمارا ملک بہت وسیع ہے ۔ یہاں پر اسلام و احمدیت کے احیاء اور ترویج کے لئے یہ حقیر کوششیں ناقابلِ ذکر ہیں بیشک احبابِ جماعت پر دیگر چندہ جات کا بھی کافی بوجھ ہے اور وہ مسلسل مالی قربانی کر رہے ہیں لیکن ان کی یہ مخلصانہ جدوجہد رائیگاں نہیں جائے گی بلکہ اس کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ خاص و متواتر تائید و نصرت انکے شاملِ حال رہے گی ۔

پس میں احباب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کارِ ثواب میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں ۔ اور کوئی فرد ایسا نہ رہے کہ جو اس میں شامل نہ ہو ۔

یہ چندہ بہت معمولی ہے ۔ یعنی چھ روپیہ سالانہ دو تین افراد مل کر بھی شامل ہو سکتے ہیں ۔ اس کے تبلیغی و تربیتی فوائد بہت زیادہ اور دور رس ہیں ۔ ہمارے ملک کی وسعت تقاضا کرتی ہے کہ احباب اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر ملک کے ہر حصہ میں معلّمین ، مدارس اور تربیت گاہوں کا نظام قائم کرنے میں مدد دیں ۔ اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق دے کہ وہ اپنی مخلصانہ جدوجہد اور قربانیوں سے اپنے محسن خدا کی رضا حاصل کریں ۔

اللہ تعالےٰ سب احباب کا حافظ و ناصر رہے آمین ۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۔ ۵ر جنوری ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"کل کچھ کوفت اور تکان کی شکایت رہی البتہ عام طور پر طبیعت پہلے کی نسبت قدرے بہتر رہی ۔"

احبابِ جماعت توجہ اور التزام کے ساتھ دعاؤں میں لگے رہیں کہ ہمارا شافی خدا اپنے فضل و رحم سے حضرت میاں صاحب کو شفائے کامل و عاجل بخشے ۔ آمین ۔

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رتا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ربوہ کی مقدس سرزمین میں جماعت احمدیہ کے اےویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

اسلام اور احمدیت کے قریباً نوّے ہزار فدائیوں کا عظیم الشان اجتماع

ایمان و یقین اور معرفت کو ترقی دینے والے حقائق و معارف کا ولولہ انگیز بیان

ربوہ ——— جماعت احمدیہ پاکستان کا ا۷واں جلسہ سالانہ جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے اور جس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے ربوہ کی مقدس سرزمین میں ۲۶ دسمبر ۱۹۶۲ء کو صبح ساڑھے نو بجے شروع ہو کر تین دن تک جاری رہنے کے بعد آئندہ سال پھر انعقاد پذیر ہونے کے لئے مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۲ء کو چار بجے سہ پہر نہایت درجہ کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اس مقدس و مبارک موقعہ پر نہ صرف ملک کے کونے کونے سے بلکہ دنیا کے دور دراز ممالک سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے قریباً نوّے ہزار فدائی اپنے مرکز میں دیوانہ وار کھنچے چلے آئے۔ اس طرح وہ خدائی وعدوں کے عین مطابق "تائید و نصرت الٰہی کے خاص نشانوں کے مہتم بالشان ظہور نیز ایمان و یقین اور معرفت کو ترقی دینے والے حقائق و معارف سے غیر معمولی طور پر مستفیض ہوتے۔ پھر انہیں دعاؤں، ذکر الٰہی اور انابت الی اللہ کے روح پرور ماحول میں ہر آن اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہونے سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے انمول مواقع میسر آئے۔ ایسے مواقع کہ جن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچتا، انہیں اپنے لئے قبول کرتا اور پاک تبدیلی ان میں بخشتا ہے۔ اور ہر قسم کے ہم و غم دور فرما کر اور ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کر کے ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خدائی وعدوں کا مہتم بالشان ظہور

ہمارے للّٰہی جلسہ سالانہ کا سب سے بڑا اور سب سے نمایاں امتیاز جو اسے تمام دوسرے جلسوں اور اجتماعوں سے ممتاز اور ممتاز کرنے والا ہے یہ ہے کہ اس کی بنیاد خدائی حکم اور اس کے منشاء کے مطابق رکھی گئی ہے اور خدا نے خود اسے عظیم الشان برکتوں سے نوازا ہے۔ اور سال بہ سال اس کے بڑھنے اور پھیلنے کی بشارت دی ہے۔ اور مسیح پاک علیہ السلام کے الہام یاتون من کل فج عمیق و یاتیک من کل فج عمیق کا اسے مصداق ٹھہرایا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال پھر جلسۂ سالانہ کے موقع پر یہ خدائی وعدہ نہایت آب و تاب اور پہلے سے بھی بڑھ کر شان کے ساتھ پورا ہوا۔ شمع احمدیت کے پروانے مسیح پاک علیہ السلام کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے جو حضور علیہ السلام نے آج سے ا۷ سال قبل بلند کی تھی امسال بھی ذوق و شوق اور ولولۂ عشق کے بے پناہ جذبے سے سرشار ہو کر اس کثرت سے اپنے مرکز میں کھنچے چلے آتے کہ ان کے چلنے سے فی الواقعہ راستے گھِسے ہو ہو گئے اور ربوہ کی بستی مہمانوں کی غیر معمولی کثرت، لاریوں اور اسپیشل ٹرینوں کے علاوہ موٹر کاروں کی ہر آن جاری رہنے والی آمد و رفت نیز سڑکوں گزرگاہوں اور بازاروں کی ترقی پذیر رونق اور بہجت کے باعث ایک بہت ہی گنجان آباد زندگی اور گہما گہمی سے معمور ترقی یافتہ شہر کا منظر پیش کرنے لگی۔ ہر طرف رونق ہی رونق تھی اور ہر سمت ذوق شوق اور ولولۂ عشق کے پرکیف منظر سے آنکھیں دوچار ہو رہی تھیں

ہر چند کہ امسال بعض نئی عمارتوں کی تعمیر کے باعث پہلے کی نسبت رہائش اور قیام کی زیادہ گنجائش موجود تھی۔ لیکن یہ گنجائش ناکافی ثابت ہوئی۔ اور بعض جماعتوں کے احباب کو ٹھہرانے کے لئے فوری طور پر انتظام کرنا پڑا۔ اور اس طرح وسع مکانک کا خدائی حکم اور اس کی تعمیل معجزانہ رنگ میں ایک دفعہ پھر ظہور میں آئی۔

لنگرخانوں سے تقسیم ہونے والے کھانے، پرائیویٹ رہائش گاہوں میں قیام و طعام کا انتظام کرنے والوں، خورد و نوش کیلئے کثیر التعداد ہوٹلوں کی طرف رجوع کرنے والوں، جلسے کے انتظام کو چلانے والے کارکنوں اور مقامی باشندوں کے اعداد و شمار سے جو اندازہ لگایا گیا ہے اس کے رو سے امسال اسلام و احمدیت کے قریباً نوّے ہزار فدائیوں نے جلسہ میں شریک ہو کر خدائے واحد کے نام کی تقدیس بلند کرنے اور اجتماعی عبادات اور ذکر الٰہی کی برکات سے متمتع ہونے کی عظیم الشان سعادت حاصل کی۔ یہ تعداد گزشتہ سال کی تعداد سے چار یا پانچ ہزار زیادہ ہے۔ اس طرح خدا کے بزرگ و برتر نے یاتون من کل فج عمیق کا وعدہ ایک دفعہ پھر پہلے سے بھی بڑھ کر شان کے ساتھ پورا کر دکھایا اور دنیا پر ایک دفعہ پھر آشکارا کر دیا کہ خدا کے مسیح نے اس زمانہ میں باذن اللہ جن مُردوں کو زندہ کیا تھا اب ان پر کبھی موت وارد نہیں ہو سکتی۔ مسیح محمدی کے انفاس قدسیہ نے انہیں وہ زندگی عطا کی ہے جو حیات جاودانی کا درجہ رکھتی ہے اس نے خدائی حکم کے ماتحت شعائر اللہ یا تعظیمات کا جو نقشہ جو نظارہ دکھایا تھا سال بہ سال ہی اس کا پہلے سے بڑھ کر شان کے ساتھ اعادہ ہوتا چلا جائے گا۔ اور وہ مسیح محمدی کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر کے ایک دنیا کو حق کی طرف کھینچ لانے کا موجب بنتا چلا جائے گا۔ تا آنکہ اسلام پوری دنیا پر غالب آجائے۔ اور تمام کرۂ ارض پر اسی طرح آسمانی بادشاہت قائم ہو جائے جس طرح کہ وہ آسمان پر ہے۔

خدا کی تیار کی ہوئی قومیں

پھر جلسہ سالانہ کے تعلق میں حضور نے مسیح پاک کے ذریعہ خبر دی تھی۔ کہ "خدا نے اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آ ملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔" سو اس میں کیا شک ہے کہ امسال بھی ہمارے جلسہ سالانہ میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے کونے کونے سے ہی لوگ شریک نہیں ہوتے بلکہ دنیا کے دور دراز ممالک سے بھی لوگ اس کی عظیم الشان برکات سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے یہاں کھنچے چلے آتے۔ کوئی دنیوی مصروفیت اور سمندر پار کے انتہائی طویل سفر کی صعوبت بھی ان کی راہ میں روک ثابت نہ ہو سکی۔ وہ آئے اور دیوانہ وار آئے اور والہانہ انداز میں دلوں کی گہرائیوں سے لبیک لبیک کی صدا ئیں بلند کرتے ہوئے آئے چنانچہ مغربی پاکستان کے ہزاروں ہزار احباب کے علاوہ مشرقی پاکستان کے دوست بھی آئے پھر غیر ملکی طلبا (جن میں مشرقی افریقہ۔ سیرالیون نائیجیریا۔ امریکہ۔ چین۔ انڈونیشیا اور ماریشس کے طلبہ شامل ہیں۔) کے علاوہ کویت۔ عدن، مشرقی افریقہ، سیرالیون، جرمنی، سکنڈے نیویا کے احباب بھی تشریف لائے۔ علاوہ ازیں نیروبی، کینیا کالونی، ٹانگانیکا، ممباسہ، دارالسلام ماریشس، سیلون اور ملایا کے احباب بھی تشریف لائے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب بھی شریک جلسہ ہوئے۔ اس طرح یہ اجتماع دنیا کی مختلف قوموں اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے اسلام اور احمدیت کے نوّے ہزار فدائیوں پر مشتمل تھا۔ اور ان قوموں کا نمائندہ اجتماع تھا جنہیں خدا تعالیٰ دنیا کے دور دراز علاقوں میں سے اس سلسلہ میں شامل ہونے کے لئے تیار کر رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

دعاؤں۔ ذکر الٰہی اور انابت الی اللہ کا روح پرور ماحول

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۱ء میں جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھتے ہوئے اس کی ایک غرض یہ بیان فرمائی کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق و شوق اور ولولۂ عشق میں ترقی ہو۔ چنانچہ اس لحاظ سے بھی یہ اجتماع عبادات دعاؤں اور اجتماعی ذکر الٰہی کے مواقع بہم پہنچانے کا موجب بنا۔ اور ہزار ہا ہزار احباب نے ان ایام میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور پیغامات اور اہم دینی و علمی موضوعات پر علمائے سلسلہ کے ایمان افروز تقاریر سننے کے علاوہ راتیں بیداری اور اللہ تعالیٰ کے حضور آہ و زاری میں بسر کیں۔ مسجد مبارک میں ہر شب باقاعدگی اور التزام کے ساتھ باجماعت نماز تہجد کا انتظام رہا اور آخر شب چار بجے سے ہی مسجد مبارک میں جوق در جوق نمازی آتے رہتے اور یوں معلوم ہوتا کہ اللہ والوں کا یہ سارا شہر ہی نیند سے بیدار ہو کر ذکر اللہ کی خاطر مسجد کی طرف دوڑ پڑا ہے۔ نمازیوں کی کثرت کے باعث مسجد کے مسقف حصے اور صحن میں بھی تل دھرنے کی جگہ نہ رہ جاتی ۲۶-۲۷ دسمبر کی درمیانی شب بارش اور شدید تیز ہوا کے باعث مسجد میں شامیانے نہ لگ سکے پھر بھی اس خون کو منجمد کر دینے والی سردی میں سیمنٹ کے یخ بستہ فرش پر تہجد خوانوں کی پرسوز دعائیں ایوانوں کو گرماتی رہیں۔ جلسہ کے تینوں دن ہر شب نماز تہجد کے دوران رکوع و سجود میں خلیفۂ اسلام ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے خشوع و خضوع سے دعائیں ہوتی رہیں نماز تہجد کے بعد مولانا شمس صاحب کی اقتداء میں نماز فجر ادا ہوتی اور اس کے بعد مولانا موصوف ہی قرآن کریم کا درس دیتے رہے جس میں قرآنی حقائق و معارف بیان فرماتے رہے۔ محلہ جات کی مساجد میں بھی یہی سلسلہ جاری رہا اور یوں ربوہ کا شہر ان ایام میں معمول سے بہت کثرت کے ساتھ ذکر الٰہی سے گونجتا رہا۔ اور یہ سرزمین ہزاروں ہزار غلامانِ محمدؐ کے سجدوں سے معمور رہی۔

ایمان و یقین اور معرفت کو ترقی دینے والے حقائق و معارف کا بیان

جلسہ سالانہ کے ایام میں دن کے اوقات میں جو اجلاسات منعقد ہوتے جن میں احباب کو علمائے سلسلہ سے اور بزرگانِ کرام سے ایمان اور معرفت کو ترقی دینے والے حقائق و معارف سننے کا موقعہ ملتا رہا

(باقی صفحہ ۔۔ کالم ۔۔ پر)

اسلام اور احمدیت کی اشاعت کی کوشش ہمیشہ جاری رکھو اور اپنے نمونہ سے لوگوں کو احمدیت کی طرف مائل کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

"ایک وقت آئیگا کہ خدا اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا!"

جلسہ سالانہ ربوہ کیلئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا افتتاحی پیغام!

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النّاصِرُ

برادران جماعت احمدیہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنی زندگیوں میں پھر ایک بار آپس میں ملنے اور اپنے ذکر کو بلند کرنے کے لئے اس اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق بخشی ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے آپ لوگوں کا یہاں آنا مبارک کرے اور جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ کی بنیاد رکھی ہے اس کو پورا کرنے کی آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ آپ لوگ یاد رکھیں کہ ہمارا یہ جلسہ دنیوی میلوں کا رنگ نہیں رکھتا بلکہ خالص دینی مقاصد کو ترقی دینے اور باہمی اخوت اور محبت بڑھانے کے لئے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس لئے ان ایام کو ضائع نہ کریں بلکہ ان سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں کہ جب آپ واپس جائیں تو آپ اپنے دلوں میں محسوس کریں کہ آپ کے ایمان اور آپ کے اخلاص اور آپ کے علم اور آپ کے عمل میں ایک نمایاں ترقی ہوئی ہے اور آپ کی روحانیت اور باطنی پاکیزگی میں اضافہ ہوا ہے۔ اگر آپ اس جلسہ سے یہ فائدہ اٹھالیں تو یقیناً آپ کامیاب ہوگئے۔ اور اگر آپ لوگ اپنے اندر کوئی تغیر محسوس نہ کریں تو آپ کو اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جس شخص کے دو دن بھی نیکی کے لحاظ سے برابر رہے وہ گھاٹے میں رہا۔ اور آپ کے لئے تو جلسہ کے تین دن رکھے گئے ہیں۔ اگر ان تین دنوں میں بھی آپ کے اندر کوئی تغیر پیدا نہ ہو تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کتنے بڑے گھاٹے میں رہیں گے۔ پس یہ ایام بہت زیادہ فکر کے ساتھ بسر کریں اور اٹھتے بیٹھتے دعاؤں اور ذکر الٰہی پر زور دیں۔ تقریروں سے فائدہ اٹھائیں اور سلسلہ کی ضروریات کا علم حاصل کرکے ان میں حصہ لینے کی کوشش کریں۔

مجھے افسوس ہے کہ میں بیماری کی وجہ سے جلسہ میں شامل نہیں ہوسکا لیکن میرا یہ پیغام ہے جو آپ لوگ یاد رکھیں کہ دنیا کی نجات اس وقت آپ لوگوں سے وابستہ ہے۔ اس لئے اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کی ہمیشہ کوشش کرتے رہیں۔ اور اپنے نمونہ سے لوگوں کے دلوں کو احمدیت کی طرف مائل کریں۔ جس طرح ہر مغز اپنے ساتھ ایک قشر رکھتا ہے اسی طرح اشاعت اسلام کا کام بھی جہاں ظاہری جدوجہد سے تعلق رکھتا ہے جو اس کا ایک جسم ہے وہاں اس کا مغز اور اس کی روح وہ اخلاص اور تبتل الی اللہ ہے جو ایک سچے مومن کے اندر پایا جاتا ہے اور جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی تائید آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ جس طرح قربانیوں کا گوشت اور خون خدا تعالیٰ کو نہیں پہنچتا بلکہ دل کا اخلاص اور تقویٰ خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے اسی طرح صرف ظاہری جدوجہد خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوتی بلکہ وہ جدوجہد مقبول ہوتی ہے جس میں تقویٰ اور اخلاص اور روحانیت کی چاشنی بھی موجود ہو۔ اور جس شخص کے اندر سچا اخلاص اور تقویٰ پایا جائے اس کے جوارح پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے اور وہ دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جاتا ہے۔ جب لوگ اسے دیکھتے ہیں تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ بظاہر دیکھنے میں تو یہ شخص بھی ہماری طرح ہی ہے لیکن اس کے اخلاق ہم سے اعلیٰ ہیں۔ اس کی عادات ہم سے بہتر ہیں۔ اس کے اندر نماز اور روزہ اور دعاؤں اور صدقات کا زیادہ شغف پایا جاتا ہے اور یہ ہر قسم کے رذائل سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر یہ شخص اپنے اندر ایک نیک اور پاک تغیر پیدا کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے تو ہم کیوں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے وہ بھی احمدیت کو قبول کرلیتے ہیں کیونکہ فطرتی طور پر ہر انسان پاکیزگی کا خواہشمند ہے۔ صرف بیرونی علائق اور روکیں ہی ہیں جو اسے خدا تعالیٰ سے دور رکھتی ہیں۔ لیکن جب کوئی نیک نمونہ اس کے سامنے آتا ہے تو اس کی خوابیدہ فطرت بیدار ہو جاتی ہے اور وہ بھی دنیوی علائق کو توڑ کر اللہ تعالیٰ کے آستانہ کی طرف جھک جاتا اور اس سے سچا تعلق پیدا کرلیتا ہے۔ پس احمدیت پھیلانے کے لئے اپنا نیک نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کرو اور ان کی ہدایت سے کبھی مایوس نہ ہو۔ تمام دل اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور وہ جب چاہے تغیر پیدا کر دیتا ہے۔

دیکھو فتح مکہ تک تمام عرب کفر و شرک میں گرفتار تھا مگر ادھر مکہ فتح ہوا اور ادھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دل کھول دیئے۔ اور وہ جوق در جوق اسلام میں شامل ہونے لگ گئے یہاں تک کہ وہ ہندہ بنت عتبہ جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ کا کلیجہ تک نکلوایا تھا وہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئی اور جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے یہ اقرار لیا کہ ہم شرک نہیں کریں گی تو ہندہ جو ایک دلیر عورت تھی خود بول اٹھی کہ یا رسول اللہ! زنا تو شریف ←

اِس وقت اسلام کا جھنڈا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ میں دیا ہے

نہ صرف اپنے اخلاق اور عادات میں عظیم الشان تغیر پیدا کرو

بلکہ

اپنی آئندہ نسلوں کو بھی اسلامی رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرو!

جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ کا اختتامی پیغام

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

برادرانِ جماعتِ احمدیہ!　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا تو اس وقت میری عمر صرف بیس سال کے قریب تھی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ جماعت کے بعض دوستوں کے قدم لڑکھڑا گئے اور ان کی زبانوں سے اس قسم کے الفاظ نکلے کہ ابھی تو بعض پیشگوئیاں پوری ہونے والی تھیں مگر آپ کی تو وفات ہو گئی ہے۔ اب ہمارے سلسلہ کا کیا بنے گا۔؟

جب میں نے یہ الفاظ سُنے تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک جوش پیدا کیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نعش کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور میں نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے اسی کی قسم کھا کر یہ عہد کیا کہ اے میرے رب اگر ساری جماعت بھی اس ابتلاء کی وجہ سے کسی فتنہ میں پڑ جائے تب بھی میں اکیلا اس پیغام کو جو تو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بھیجا ہے دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی کوشش کروں گا اور اس وقت تک چین نہیں لونگا جب تک کہ میں ساری دنیا تک احمدیت کی آواز نہ پہنچا دوں۔

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور میں نے آپؑ کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی تمام زندگی وقف کر دی جس کا نتیجہ آج ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ دنیا کے اکثر ممالک میں ہمارے مشن قائم ہو چکے ہیں اور ہزارہا لوگ جو اس سے پہلے شرک میں مبتلا تھے یا عیسائیت کا شکار ہو چکے تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجنے لگ گئے ہیں۔

لیکن ان تمام نتائج کے باوجود یہ حقیقت ہمیں کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ دنیا کی اس وقت اڑھائی ارب کے قریب آبادی ہے اور ان سب کو خدائے واحد کا پیغام پہنچانا اور انہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوشوں میں شامل کرنا جماعتِ احمدیہ کا فرض ہے۔

پس ایک بہت بڑا کام ہے جو ہمارے سامنے ہے۔ اور بڑا بھاری بوجھ ہے جو ہمارے کمزور کندھوں پر ڈالا گیا ہے۔ اتنے اہم کام میں اللہ تعالیٰ کی معجزانہ تائید اور نصرت کے سوا ہماری کامیابی کی کوئی صورت نہیں۔ ہم اس کے عاجز اور حقیر بندے ہیں اور ہمارا کوئی کام اس کے فضل کے بغیر نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر آن اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں اور دعائیں کرتے رہیں کہ وہ ہمارے راستہ سے ہر قسم کی مشکلات کو دور کرے اور ہمیں کامیابی کی منزل تک پہنچا دے۔

بیشک ہم اس وقت دنیا میں آٹے میں نمک کی حیثیت بھی نہیں رکھتے لیکن اگر ہم صبر اور ہمت اور استقلال سے کام لینگے اور دعاؤں میں لگے رہینگے اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ایک تغیر پیدا کر دیگا۔ اور وہی لوگ جو اس وقت ہمیں اپنے مخالف دکھائی دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو صداقت کی طرف کھینچ لائے گا۔

تمہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اس وقت اسلام کا جھنڈا خدا تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ میں دیا ہے اور تم پر بڑی بھاری ذمہ داری عاید کی ہے پس جس طرح صحابہؓ نے اپنی موت تک اسلام کے جھنڈے کو سرنگوں نہیں ہونے دیا اسی طرح تمہارا بھی فرض ہے کہ تم اسلام کا جھنڈا ہمیشہ بلند رکھو اور نہ صرف اپنے اخلاق اور عادات میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کرو بلکہ اپنی آئندہ نسلوں کو بھی اسلامی رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرو۔

اگر اس زمانہ میں بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قُرب کا زمانہ ہے کوئی شخص احمدی کہلاتے ہوئے اس تعلیم پر نہیں چلتا جو اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کیا عذر پیش کر سکے گا؟ بندوں کے سامنے تو تم ہزار عذر کر سکتے ہو مگر خدا تعالیٰ کے سامنے جب اوّلین و آخرین جمع ہوں گے تو تم اس بات کا کیا جواب دو گے کہ تم نے کیوں خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل نہ کیا اور کیوں اپنی آئندہ نسلوں کی اصلاح کی کوشش نہ کی؟ اور اگر خدا کے سامنے پیش کرنے کے لئے تمہارے پاس کوئی عذر نہیں تو تم کیوں اپنے دلوں کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کرتے جس کے بغیر کوئی کامیابی اور فتح حاصل نہیں ہو سکتی۔

پس میں تمام دوستوں سے کہتا ہوں کہ اپنی تعلیم و تربیت کی طرف خاص طور پر توجہ کرو۔ اپنے اخلاق کی اصلاح کرو۔ قرآن کریم کے درس ہر جگہ جاری کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھو اور پھر ان کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرو اور تبلیغ پر زور دو۔

مجھے حیرت آتی ہے جب میں جماعت کے بعض دوستوں کے متعلق سنتا ہوں کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں اور جماعتی اتحاد کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ میں ایسے تمام دوستوں کو کہتا ہوں کہ اے بھائیو! کیا وعظ و نصیحت صرف دوسروں کے لئے ہی ہے تمہارے لئے نہیں؟

کیا یہ جائز ہے کہ تم چھوٹی چھوٹی باتوں میں اپنے حقیقی مقصد کو فراموش کر دو اور جماعت کی کمزوری اور اس کی بدنامی کا موجب بنو۔ بس تمہیں قرآنی الفاظ میں ہی کہتا ہوں کہ اے مومنو کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تمہارے دل خدا تعالےٰ کے خوف سے بھر جائیں اور تم دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب بننے کی بجائے انہیں اسلام اور احمدیت کی طرف راغب کرنے کا موجب بنو۔

ان مختصر کلمات کے ساتھ میں آپ لوگوں کو رخصت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے ان ایام میں جو مفید باتیں سنی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر آپ سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے دلوں میں وہ نورِ ایمان پیدا کرے جو احمدیت پیدا کرنا چاہتی ہے اور جماعت کی ترقی کے راستے کھولے

یہ امر اچھی طرح یاد رکھو کہ اسلام اور احمدیت کی خدمت ایک عظیم الشان نعمت ہے جو خدا تعالےٰ نے صدیوں بعد آپ لوگوں کو عطا فرمائی ہے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو اور اپنے آپ کو اسلام اور احمدیت کا سچا اور حقیقی پیرو بناؤ۔ اسی طرح اپنی آئندہ نسلوں کو بھی نیک اور پاک ماحول میں رکھو۔ انہیں دعائیں اور ذکرِ الٰہی کا عادی بناؤ اور انہیں ان کی دینی ذمہ داریوں سے ہمیشہ آگاہ کرتے رہو تاکہ قیامت کے دن ہم خدا تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہو سکیں اور ہمارا سر اس فخر سے اونچا ہو کہ ہم نے ساری دنیا کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا ہے۔ اے خدا! تو ایسا ہی کر۔ آمین یا رب العالمین۔

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۲۷-۱۲-۶۳

بقیہ کالم ۳-۴

خدا نے ہمیں دے دی اسے کوئی انسان ہم سے چھیننے کی طاقت نہیں رکھتا

پس احمدیت کو پھیلانے کی جدوجہد جاری رکھو اور اپنی نسلوں در نسلوں کو نصیحت کرتے چلے جاؤ کہ انہوں نے احمدیت کو ساری دنیا میں پھیلانا ہے۔ بے شک یہ بہت بڑا کام ہے لیکن اللہ تعالےٰ نے اس وقت ہماری جماعت کے ہاتھوں سے یہ کام لینا چاہتا ہے۔ پس مبارک ہے وہ جس نے یہ کام سرانجام دیا اور افسوس اس پر جو اس کام کے لئے آگے نہ بڑھا اور اس نے یہ قیمتی موقعہ ضائع کر دیا۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ لوگوں کو اس بابرکت اجتماع سے ہر رنگ میں فائدہ اٹھانے اور اپنے اندر ایک نیک اور پاک تغیر پیدا کرنے کی توفیق بخشے۔ تاکہ اسلام کی اشاعت کا کام جو صرف ہماری زندگیوں تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک آنے والی نسلوں تک ممتد ہے، وہ پوری شان کے ساتھ سرانجام پائے اور ہم اللہ تعالےٰ کی رضا کے وارث ہوں

آمین یا رب العٰلمین

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۲۵ ۱۲/۶۳

تحریکِ جدید

کا نیا سال (دفترِ اول ۳۰ - دفترِ دوم ۱۹) شروع ہوئے اڑھائی ماہ گذر چکے ہیں۔ ابھی تک بعض جماعتوں کے وعدہ جات کی فہرستیں موصول نہیں۔ امراء اور سیکرٹریان اِدھر توجہ فرمائیں۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

افتتاحی پیغام

بقیہ صفحہ ۳

کیا اب بھی ہم شرک کریں گی۔ آپ اکیلے اور بے یار و مددگار تھے کوئی جماعت آپ کے ساتھ نہ تھی کوئی ہتھیار آپ کے پاس نہ تھے اور دوسری طرف سارا مکہ تھا اور بڑے بڑے سردار آپ کے مقابلہ میں تھے۔ مگر آپ کا خدا جیتا اور ہمارے بُت ہار گئے کیا اتنا بڑا نشان دیکھنے کے بعد بھی ہم بت پرستی کر سکتی ہیں۔؟ اب دیکھو ہندہ بنت عتبہ کتنی شدید دشمن تھی مگر بُت کس طرح ایک دن سچے دل سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئی۔

اسی طرح ایک اور شخص کا واقعہ ہے جو غزوۂ حنین سے تعلق رکھتا ہے۔ جب حنین کی جنگ ہوئی۔ تو مکہ کے ہزاروں نومسلم بھی اس جنگ میں شریک ہو گئے مگر چونکہ ایمان ابھی ان کے دلوں میں راسخ نہ تھا اسلئے جب دشمن نے تیروں کی بوچھاڑ کی تو سب سے پہلے مکہ کے نومسلم میدانِ جنگ سے بھاگے اور ان کے بھاگنے کی وجہ سے صحابہؓ کی سواریوں کے قدم بھی اکھڑ گئے اور انہوں نے بھی میدانِ جنگ سے بھاگنا شروع کر دیا۔ جب صحابہ نے یہ حالت دیکھی تو انہوں نے بڑی سختی سے اپنی سواریوں کو روکنا شروع کیا مگر وہ اتنی خوفزدہ تھیں کہ ذرا باگ ڈھیلی ہوتی تو وہ پیچھے کو دوڑ پڑتیں اس جنگ میں ایک وقت ایسا آیا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد صرف چند صحابہ رہ گئے۔ اس وقت ایک شخص جو دل سے کافر تھا اور صرف اسلئے جنگ میں شریک ہوا تھا کہ مجھے موقعہ ملا تو میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دونگا۔ اس نے جب دیکھا کہ اس افراتفری کی وجہ سے میدان خالی پڑا ہے تو اس نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور اپنی تلوار کھینچ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ شخص خود بیان کرتا ہے کہ جب میں رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب ہونا شروع ہوا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے اور آپ کے درمیان آگ کا ایک شعلہ بھڑک رہا ہے اور قریب ہے کہ وہ مجھے بھسم کر دے۔ اتنے میں مجھے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سنائی دی۔ کہ شیبہ میرے قریب ہو جاؤ۔ جب میں آپ کے قریب گیا تو آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر پھیرا اور فرمایا اے خدا! شیبہ کو ہر قسم کے شیطانی خیالات سے نجات دے۔

شیبہ کہتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پھیرنا تھا کہ تمام شیطانی خیالات یکدم میرے دل سے نکل گئے اور یا تو میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی نیت سے آگے بڑھا تھا۔ اور یا یہ کیفیت ہوئی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے نظر آنے لگے۔ پھر آپؐ نے فرمایا شیبہ! آگے بڑھو اور دشمن سے لڑو۔ تب میں آگے بڑھا اور میں نے دشمن سے لڑائی شروع کر دی اور میں اتنے جوش سے لڑا کہ خدا کی قسم اگر اس وقت میرا باپ بھی سامنے آتا تو میں اس کے پیٹ میں اپنا خنجر گھونپ دیتا۔ اور اسکے مارنے سے قطعاً دریغ نہ کرتا۔

پس مشکلات کو دیکھ کر کبھی گھبراؤ نہیں اللہ تعالےٰ نے احمدیت کی فتح مقدر کر رکھی ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے ایک وقت آئے گا کہ خدا اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادۃ برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رکھے گا یہاں تک کہ قیامت آجائیگی۔

بیشک لوگ ہمیں پیغامِ حق پہنچانے کی وجہ سے تنگ کر سکتے ہیں، گالیاں دے سکتے ہیں، ہمیں اپنے مظالم کا نشانہ بنا سکتے ہیں لیکن وہ ہمارے سلسلہ کو نہیں مٹا سکتے کیونکہ خدا اس کی دائمی زندگی کا عرش سے فیصلہ کر چکا ہے اور جو چیز (باقی [illegible])

خاتمیتِ محمدی اور بانی دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مظفرپور بہار

ایک وقت تھا کہ بانی دیوبند مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحؒ نے "خاتم النبیین" کے معنے بیان کرتے ہوئے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو معنوی رنگ میں ابوالانبیاء قرار دیا اور بتایا تھا کہ بعد زمانہ نبوی کسی نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ اور انہی عقاید کی بناء پر بریلوی علماء نے علمائے دیوبند کو ختمِ نبوت کا منکر قرار دے کر ان لوگوں کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا تھا۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خاں سرگروہ بریلوی حضرات نے انہی دیوبندی علماء کو ختم نبوت کا منکر قرار دے کر اور توہینِ رسولؐ کا مرتکب ثابت کرکے اپنی کتاب "حسام الحرمین" کے صفحہ ۱۰۰ پر کافر قرار دیا تھا۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۳ پر ان دیوبندی علماء کے متعلق یہاں تک لکھا تھا کہ

"جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے"

لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو دیوبند سے فارغ التحصیل ہوکر نکلتے ہیں وہ ان باتوں کو بھولتے جا رہے ہیں اور وہی حربہ جو بریلوی علماء نے دیوبندی علماء کے خلاف استعمال کیا تھا۔ آج اسے دیوبندی علماء جماعت احمدیہ کے خلاف استعمال کرکے جماعت احمدیہ کو ختم نبوت کا منکر قرار دیتے ہیں حالانکہ کوئی بھی مسلمان ختمِ نبوت کا منکر نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو "خاتم النبیین" قرار دیا ہے اور یہ وہ عظیم الشان خطاب ہے جو تمام انبیاء کرام سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ممتاز کر دیتا ہے۔ پھر ایک مسلمان اس جلیل الشان خطاب کا منکر کیونکر ہو سکتا ہے۔ البتہ اس کی تشریح میں اختلاف ہو سکتا ہے اور ہوا ہے۔

دیوبندی علماء کو تو چاہیئے تھا کہ وہ جماعت احمدیہ کے خلاف کوئی ایسا الزام نہ لگاتے جو اکثریت کی طرف سے خود ان کے خلاف لگ چکا ہے۔ اور انہیں چاہیئے تھا کہ وہ جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کردہ اس تشریح کو بسرو چشم قبول کر لیتے جو خود ان کی مسلمہ تشریح تھی اور جس تشریح کی بناء پر خود انہیں ختم نبوت کا منکر قرار دیا جا چکا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ دیوبندی علماء اس پر غور و تدبر کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ قارئین کرام مندرجہ ذیل چٹھی میں اس کی ایک تازہ مثال ملاحظہ فرمائیں گے جو خاکسار کی طرف سے ایک دیوبندی فاضل کی خدمت میں لکھی جا رہی ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی مولوی محمد غلام ربانی صاحب فاضل دیوبند۔ غازی پور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گذشتہ دنوں خاکسار صوبہ بہار کی بعض جماعتوں کا دورہ کرتا ہوا جب خانپور ملکی اور غازی پور پہنچا تو آپ سے اور محترم مولوی نورالزماں صاحب سے تبادلۂ خیالات بھی ہوا تھا۔ قرآن کریم کی آیہ خاتم النبیین اور آیت و من یطع اللہ و الرسول۔۔ الخ زیر بحث آنے پر خاکسار نے یہ استدلال پیش کیا تھا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا جو شریعت اسلامیہ کو منسوخ کر دے بلکہ آئندہ اللہ تعالےٰ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ نبوت، صدیقیت اور شہادت وصالحیت کے درجاتِ عالیہ وابستہ ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوےٰ نبوت چونکہ اطاعتِ رسول سے وابستہ ہے لہٰذا اس دعوے کی وجہ سے خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اس تشریح کی تائید میں آپ لوگوں نے سلف صالحین میں سے کسی بزرگ کی تحریر کا مطالبہ کیا تھا آپ چونکہ ایک دیوبندی عالم تھے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانیٔ دیوبند کی تحریر آپ کے سامنے پیش کروں۔ چنانچہ خاکسار نے "تحذیر الناس" کی ایک تحریر اس موقعہ پر پیش کی تھی۔ لیکن آپ نے تحقیق کرنے کی بجائے صاف الفاظ میں کہا کہ ایسی کوئی تحریر مذکورہ تصنیف میں موجود نہیں ہے اور باوجود توجہ دلانے کے آپ نے اپنے قول پر اصرار کیا تھا اور بالآخر متعدد حاضرین کی موجودگی میں فریقین کے دستخطوں سے مندرجہ ذیل الفاظ ضبطِ تحریر میں آئے:-

۱۔" اگر بعد زمانہ نبویؐ کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" مندرجہ بالا عبارت حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی تصنیف تحذیر الناس میں موجود ہے

عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حال وارد غازی پور
۱۸-۱۱-۶۲ء

۲۔" محترم سائل مذکور نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کا حوالہ دے کر جو یہ عبارت تحریر فرمائی ہے کہ نبی اکرم کے بعد کوئی نبی پیدا ہوا تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ ہوگا۔ اس عبارت کے ساتھ کوئی لفظ کتاب میں موجود نہیں

بندہ فقیر محمد غلام ربانی
۱۸-۱۱-۶۲ء

غازی پور میں چونکہ تحذیر الناس دستیاب نہیں ہوئی تھی اس لئے مندرجہ بالا کاروائی ضبطِ تحریر میں آئی۔ اب خاکسار اصل کتاب میں سے متعلقہ تحریر مع حوالہ پیش کرتا ہے تاکہ فریقین کی تحریروں کا موازنہ ہو سکے:-

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا"
(تحذیر الناس ص ۲۵)

یہ کتاب راشد کمپنی دیوبند نے باہتمام محمد طاہر صاحب عثمانی شائع کی ہے اور مکتبہ تجلی سے حاصل کی گئی ہے۔

اب آپ مندرجہ بالا کاروائی کی روشنی میں امور ذیل کی وضاحت فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں

اوّل۔ آپ نے بغیر تحقیق کے متعلقہ تحریر کے کتاب میں پائے جانے سے کیوں انکار کر دیا تھا؟

دوم۔ اب آپ کا اطمینان ہوا یا نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہوا تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا اگر جواب نفی میں ہو تو مدلل وجہ بیان فرماویں۔

سوم۔ اگر جواب اثبات میں ہو تو میرا آپ کو ہمدردانہ مشورہ ہے کہ تکذیب و تعصب کے نظریات سے الگ ہوکر صاف دلی سے احمدیت کا مطالعہ فرماویں اور ساتھ ہی ساتھ انکشافِ صداقت کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعائیں بھی کریں والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا الآیہ۔ امید ہے کہ آپ اس چٹھی کا جواب بتوسط جناب سکرٹری صاحب تبلیغ جماعت احمدیہ خانپور ملکی ارسال فرماویں گے۔ والسلام مع الاکرام۔ خاکسار

عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مظفرپور

نقول بغرض اطلاع ۱۔ مکرم مولوی نورالزماں صاحب ۲۔ مکرم مولوی عبد الستار صاحب ۳۔ مکرم مولوی میر خلیل احمد صاحب غازیپور

جماعت احمدیہ یادگیر کا تبلیغی و تربیتی پروگرام ماہ نومبر ۱۹۶۲ء

۱۔ جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے مختلف محلہ جات میں تین مرتبہ تربیتی وفد بھجوائے گئے احباب جماعت کو نماز باجماعت کی پابندی اور چندوں کی ادائی کی طرف توجہ دلائی گئی نیز ایک محلہ میں "کشتی نوح" کا درس دیا گیا۔

۲۔ تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کر کے احباب کو السابقون الاولون میں شمولیت کے لئے توجہ دلا کر تحریک جدید کا سو فیصد چندہ وصول کرکے مرکز روانہ کیا گیا۔ اسی طرح چندہ جلسہ سالانہ کی اہمیت بتا کر وصولی کی جا رہی ہے۔

۳۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ و مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال یادگیر تشریف لاتے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے احباب کو اپنی زریں نصائح سے مستفیض فرمایا۔

۴۔ ۲۵ نومبر کو یوم التبلیغ منایا گیا۔ احباب کو ۲ گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔ دو گروپ منڈرگہ اور نائیگل دیہات میں بھجوائے گئے۔ اور ۵ گروپ مقامی طور پر تبلیغ کرتے رہے۔ ۱۰۲ افراد تک پیغام حق پہنچایا گیا۔ ۴۰ ٹریکٹ، پمفلٹ اور رسالے تقسیم کئے گئے

۵۔ احباب جماعت کو اختلافی مسائل سے واقفیت کرانے کیلئے مہینے میں دو مرتبہ جلسوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس ماہ صرف ایک جلسہ ہوا جس میں مکرم رفعت احمد صاحب غوری نے "اسلام میں عورت کا مقام" اور مکرم مولوی نعیم احمد صاحب نے "ختم نبوت" پر تقریریں کیں

۶۔ خدام الاحمدیہ کی ایک تربیتی میٹنگ ہوئی جس میں ایک نائب قائد کا انتخاب بھی ہوا۔ تاکہ مجلس کا کام آسانی اور خوبی سے چل سکے۔

آخر پر تمام بزرگانِ سلسلہ سے درخواست ہے کہ دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالےٰ ہماری کوششوں میں برکت ڈالے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ اور بہتر رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار محمد الیاس
سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ جماعت احمدیہ یادگیر

(تقریر جلسہ سالانہ قادیان) (قسط اوّل)

ضمیرِ انسانی آستانۂ الوہیت پر

از محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل جالندھری ایڈیٹر الفرقان ربوہ دارالہجرت

"اللہ تعالیٰ کی ہستی" ایک ایسا پیارا، ایسا دلکش اور اتنا وسیع مضمون ہے کہ ازل سے ابد تک کائنات کا ذرّہ ذرّہ، سب جن و ملک اور تمام انسان اس کی حمد کے ترانے گاتے آتے ہیں اور آئندہ بھی گاتے رہیں گے۔ اس کی قدرتوں پر، اس کے عجیب کاموں پر، اس کے احسانوں پر دل حیران اور جذبات شکر سے لبریز ہیں۔ یہ وہ نغمہ ہے جو نہ کبھی ختم ہوگا اور نہ اس کی لذت میں کبھی کمی آئے گی۔ جب سے انسان پیدا ہوا ہے سب رشی، منی، نبی اور رسول یہی نغمہ گاتے آئے ہیں اور جب تک انسانیت قائم ہے انسان یہی نغمہ گاتے جائیں گے۔ انسانی روح کے لئے اس سے شیریں، اس سے لذیذ اور اس سے بڑھ کر جانفزا نغمہ نہ ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی کائنات کی خالق اور تمام موجودات کی جان ہے۔ اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وہ ہر جگہ موجود، وہ ہر چیز اور ہر حرکت و سکون کو جاننے والا، وہ ہر چیز پر قادر، اور وہ ہر روح کا مطلوب و مقصود ہے۔ اس کے ذکر کے بغیر روح کو زندگی، تازگی اور شگفتگی نصیب نہیں ہو سکتی۔ مذہب کی وہی منزل ہے مذہب کے معنیٰ راستہ اور طریق کے ہیں۔ ہم سب اس راستہ کے سالک ہیں۔ ہم سب کی ایک ہی منزل ہے اور وہ خدائے قدوس کی ذات ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو یہ سارا کارخانہ عبث اور بے کار ہے۔ اسے ایک کھیل اور تماشہ سے زیادہ کوئی وقعت حاصل نہیں ہو سکتی یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی سے ثابت تر کوئی اور چیز ثابت نہیں۔ اس سے ظاہر تر کوئی اور چیز ظاہر نہیں۔ وہی هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ کا مصداق ہے اس سے قوی تر اور اس سے غالب تر کوئی اور وجود نہیں۔ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ مگر اس روشن صداقت کے باوجود کہ ذرہ ذرہ سے اللہ تعالیٰ کا ثبوت مل رہا ہے اور پتہ پتہ سے اس کی ہستی اور اس کی قدرتوں کا ظہور ہو رہا ہے، ہر زمانہ میں ضرور کچھ ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی ہستی کا انکار کرتے رہے ہیں اور وہ اپنی عقلوں پر وارد مدار رکھتے ہوئے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر خدا موجود ہے تو ہمیں مادی آنکھوں سے دکھا دو۔ حالانکہ انہیں جس عقل پر ناز ہے اور وہ اپنے جس ذہن رسا کے زعم پر سب صداقتوں سے بڑی صداقت کے انکار کے لئے مادی وجود کے مطالبہ پر سہارا لے رہے ہیں ان کی وہ عقل خود غیر مادی ہے۔ اور وہ خود اسے اپنے

جیسے کسی دوسرے انسان کو دکھا نے پر قادر نہیں ہیں۔

ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا کی ہر سچائی مادی نہیں ہوتی۔ اور ہر سچائی کے ماننے کے لئے مادی مشاہدہ ضروری نہیں ہوتا۔ ایسا خیال تو نہایت سطحی اور بالکل بچوں کا سا خیال ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو دنیا کی تمام علمی صداقتیں کبھی تسلیم نہ کی جائیں۔ اور علم و ادراک کی بے انتہا لذتوں سے انسان کبھی بہرہ اندوز نہ ہو سکتا۔ پس یہ نہایت ہی غلط اور باطل خیال ہے کہ چونکہ ہم اللہ تعالیٰ کو مادی وجود کی شکل میں دیکھ نہیں سکتے لہٰذا وہ موجود ہی نہیں اور اس کی کوئی ہستی ہی نہیں۔ حالانکہ اگر وہ مادی وجود ہوتا اور ہم اسے ان آنکھوں سے دیکھتے اور مادی ہاتھوں سے اسے چھو سکتے تو وہ خدا نہ ہوتا وہ تو ایک محدود وجود ہو جاتا اور محدود وجود کبھی خدا نہیں ہو سکتا۔ پس خدا کو ظاہری آنکھوں سے دیکھ کر ماننے کا مطالبہ کرنے والے دوسرے لفظوں میں گویا یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اسے تب خدا مانیں گے اور اس کی ہستی کا اقرار کریں گے جب کہ وہ ایسی شکل میں ہماری نظروں کے سامنے آ جائے کہ جس سے اس کا خدا نہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حضرات! آج تک اس سے بڑی اجتماعِ ضدین اور اجتماعِ نقیضین کی کوئی مثال پیدا نہیں ہوئی اور طرفہ یہ کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم معقولیت کے دلدادہ ہیں اور ہر بات کو عقل کے گز سے ماپتے ہیں۔ اگر عقل اسی کا نام ہے تو پھر یہ سوال ناقابلِ حل رہ جائے گا کہ بے عقلی کس چیز کا نام ہے!

حضرات! اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک لطیف اور وراء الوریٰ ہستی ہے۔ اور اس کے ماننے سے انسان پر عملی زندگی کی پابندیاں بھی عاید ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ لوگ جو گناہ آلود زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں اور اسی ڈگر پر چلتے رہنا چاہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں غور کرنے اور اس اہم صداقت پر سوچنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اے کاش! کہ ان دوستوں کو اس بات کا علم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کتنا قیمتی خزانہ ہے۔ اور اس کے پانے سے انسان کیا پا لیتا ہے۔ تو وہ اپنا سب کچھ کھو کر بھی اس کے پانے کے لئے بیتاب ہوتے۔ اور ان فوائد کے لئے جو خدا کے پانے سے حاصل ہوتے ہیں، جان کی بازی لگا دیتے۔ مگر یہ سب غفلت کے پردے ہیں، یہ سب جہالتیں ہیں، یہ سب انسانوں کی مادہ پرستی کے حجاب ہیں۔ جن کے باعث کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے منکر ہو جاتے ہیں۔ اور اسی دنیا کی لذتوں کو سب کچھ سمجھ کر ان پر اس طرح گرتے ہیں جس طرح مردار پر گدھ گرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی ایسی ازلی ابدی اور روشن ترین صداقت ہے کہ ابتدائے آفرینش سے اس کی شہادت موجود ہے۔ خود انسانی فطرت میں یہ ثبوت منقوش ہے۔ نیکی بدی کا احساس اور اس کی جزا و سزا کا خیال ہر انسان کے ساتھ ہے۔ اس کی روح کی گہرائیوں میں موجود ہے۔ اگر خدا نہ ہوتا، اگر اس کی طرف سے جزا و سزا کا قانون نہ ہوتا تو انسانی روحوں میں یہ جذبہ کیسے اور کہاں سے پیدا ہو سکتا تھا؟ دنیا کی تاریخ پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم سے قدیم قوموں میں بھی ہستی باری تعالیٰ کا نظریہ موجود رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ دیر ہونے سے بُعد کے باعث لوگوں میں شرک کا رنگ بھی پیدا ہو جاتا رہا ہے مگر یہ شرک خود اس بات پر دلیل ہے کہ خدا کی ہستی موجود ہے۔ اور اس کا ہمہ گیر اقرار و اعتراف پایا جاتا ہے۔ اگر خدا موجود ہی نہ ہوتا تو اس کا شریک بنانے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے اسی صداقت کو اپنے اس شعر میں بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

ہمہ جا شورِ تو بینم چہ حقیقت چہ مجاز
سینۂ مسلم و مشرک ہمہ بریاں کردی

قوموں کی تاریخ نبیوں، رشیوں اور مقدسوں کے ذکر سے بھرپور ہے۔ یہ سب مقدس انسان اللہ تعالیٰ کی ہستی کے گواہ تھے۔ اور اسی یقین کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے آتے رہے۔ کہ اس کائنات (برہمانڈ) کا ایک خالق اور مالک ہے وہ قادرِ مطلق، اور سرو شکتیمان ہے۔ اور ہم سب انسان اس کے بندے اور محتاج ہیں۔ یہ سبق سب قوموں میں دہرایا گیا اور اسی کے آثار قدیم سے قدیم تہذیب میں بھی پائے جاتے ہیں۔

حضرات! اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان ہی حقیقی اخلاق، بلند کردار اور نیکی کی بنیاد ہے۔ اسی سے انسانوں میں اخوت اور مساوات کا عقیدہ پنپتا ہے۔ تمدن کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ اس لئے ہستی باری تعالیٰ کا موضوع سب سے زیادہ اہم مضمون ہے۔ اور در حقیقت سب مذاہب کی جان ہے۔

قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کے متعلق جو تعلیم پیش کی، جو دلائل دیتے ہیں اور جس طرح مختلف پیرایوں میں اور لطیف ترین اسالیب سے اس کی محبت کو انسان کے دل میں ابھارا ہے اس کی فطرت کو اپیل کی ہے وہ ایک بے مثال بیان ہے۔ وہ نہایت جامع دلائل ہیں اور وہ اسالیب بیان انسان کے دل میں کھُب جانے والے ہیں۔ وہ کوئی محض جذباتی باتیں نہیں۔ جن سے عقل و وجدان کی تسلی نہ ہو سکے۔ بلکہ وہ اتنی معقول اور منطقی بھی ہیں کہ نسلِ انسانی آج نہیں تو کل اسی جگہ پہنچے گی جہاں قرآن مجید اسے لانا چاہتا ہے۔ فرمایا شَاقِقٌ مَا اُوْحِیَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا

حضرات! ہستی باری تعالیٰ کے متعلق دو قسم کے دلائل ہو سکتے ہیں اوّل عقلی و امکانی دوم واقعاتی اور قطعی۔ عقلی دلائل کے مطابق عقلِ انسانی اس نتیجہ پر پہنچ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود ہونا چاہیئے۔ اور واقعاتی دلائل سے ایک اور ایک دو کی طرح یہ یقین ہو جاتا ہے کہ فی الواقع خدا تعالیٰ موجود ہے اور وہی ہے جو ذرہ ذرہ پر اپنا تصرف رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ "ہونا چاہیئے" اور "ہے" میں بڑا فرق ہے۔ عقلِ انسانی کو "ہونا چاہیئے" کے مقام تک لے جاتی ہے مگر "ہے" کے مقام تک خدا تعالیٰ کا کلام پہنچاتا ہے۔ خدا کا زندہ کلام ایک حقیقی زندگی پیدا کرتا ہے۔ اور اسی سے انسان کے اندر نفخِ روح ہوتا ہے۔ ایسا انسان اللہ تعالیٰ کا مقرب اور اس کا برگزیدہ انسان ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور صفات اور قدرتوں کا ایک ناطق ثبوت بن جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

انحا قنون بعالمین یرونہ
والعارفون راء بہ اشیاء

کہ عقلمند فلسفی کائنات کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے وجود پر استدلال کرتا ہے مگر عارف لوگ خدا کے ذریعہ سے کائنات کو دیکھتے ہیں۔

دونوں طریق یعنی صحیح علم بھی ہستی باری تعالیٰ پر گواہ ہے اور صحیح معرفت بھی اس کے وجود اور اس کی قدرتوں پر ناطق ہے۔ بس فرق "ہونا چاہیئے" اور "ہے" کا ہے۔ اور اگر یہ دونوں قسم کے براہین حاصل ہو جائیں تو نورٌ علیٰ نور ہے۔ اور یہی حقیقی علم و معرفت ہے۔

حضرات! گذشتہ دو سال کی بات ہے کہ ایک بہت بڑے سائینسدان جناب ڈاکٹر اے کریسی مارسین نے جو نیویارک اکیڈیمی آف سائنسز کے صدر رہ چکے ہیں۔ "ریڈرز ڈائجسٹ" اکتوبر ۱۹۶۰ء میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں "Seven Reasons Why a Scientist Believes in God" کے زیرِ عنوان ایک نہایت عمدہ مضمون شائع کرایا ہے۔ اس مضمون میں فاضل مقالہ نگار نے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر سات دلائل ذکر کئے ہیں۔ یہ دلائل بڑے اچھے پیرایہ میں مرتب کئے گئے ہیں۔ مگر آپ کے لئے کتنی دلچسپ اور ایمان افروز یہ خبر ہوگی کہ یہ دلائل جو آج امریکہ کا ایک بڑا سائینسدان پیش کر رہا ہے، چودہ سو برس قبل قرآن مجید نے بڑی صراحت سے اور نہایت اختصار و جامعیت کے ساتھ پیش کر دئے تھے۔

بلکہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل بیان فرماتے ہیں۔ میں اس جگہ پہلے قرآن مجید کی آیات سے دلیل کو ذکر کرتا ہوں۔ اور پھر اسے کریسی ماریسن کے بیان کا ترجمہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس طرح آپ اندازہ کر سکیں گے کہ قرآن مجید کس طرح عقل کی صحیح رہنمائی کرتا ہے اور عقل کس طرح خدا کے کلام سے مطابقت رکھتی ہے۔

دلیل اوّل۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

تبارک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیء قدیر۔ الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا وھو العزیز الغفور۔ الذی خلق سبع سمٰوٰت طباقا ما تریٰ فی خلق الرحمٰن من تفاوت فارجع البصر ھل تریٰ من فطور۔ ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وھو حسیر (الملک ۱-۵) یعنی تمام بادشاہت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اسے تمام قدرتیں حاصل ہیں۔ اس کے آگے کوئی چیز انہونی نہیں۔ وہی خدا ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا ہے اور آج بھی زندگی اور موت کے سلسلہ کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ تا ہمیشہ ظاہر کرتا رہے کہ تم میں سے کون نیکوکار اور اچھے اعمال والے ہیں۔ وہ غالب اور غفور خدا ہے وہی ہے جس نے سات آسمانوں کے نظام کو کامل مطابقت سے پیدا کیا ہے۔ تم خدائے رحمٰن کی ساری مخلوقات میں کہیں خلل، خرابی یا عدم نظام نہیں پا سکتے اس میں کسی قسم کا تفاوت نہیں ہے۔ ہر چیز اپنی جگہ پر اور نہایت موزونیت سے بنائی گئی ہے۔ اے انسان! تو کائنات پر غور و فکر کی نظر دوڑا اور بار بار ایسا کر تا رہ مگر تجھے کسی جگہ شکایت یا خرابی نظر نہیں آئے گی۔ بلکہ تم جتنی دفعہ اس پہلو سے نقص نکالنے کے لئے غور کرو گے تمہیں ہر مرتبہ مایوسی ہوگی۔ اور تم اللہ تعالیٰ کی مصنوعات میں کہیں بے ترتیبی اور عدم نظام نہ پا سکو گے۔

بھائیو! قرآن مجید کا یہ بیان چودہ سو سال پہلے کا ہے۔ میں نے یہ صرف ایک مقام پڑھا ہے ورنہ قرآن مجید میں دسیوں ایسے مقامات ہیں جہاں پر اسی مضمون کو بہتر سے بہتر اسلوب میں ادا کیا گیا ہے۔

آئیے اب میں آپ کو سائنسدان جناب ڈاکٹر اے کریسی موریسن کے الفاظ سناؤں آپ فرماتے ہیں:-

"ایک حتمی اور غیر متبدل اصول ریاضیات کے ذریعہ یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ وجودِ کائنات اور اس کا نظم و انتظام کوئی اتفاقی حادثہ نہیں، بلکہ اس کا منصوبہ اور تخلیق ایک عظیم تعمیری ذہن کی صنعت گری کا نمونہ ہے مثال کے طور پر دس سکے لو اور ان پر ایک سے دس تک ہندسے ڈال دو۔ پھر انہیں اپنی جیب یا کسی تھیلی میں ڈال کر اچھی طرح ہلا دو۔ اور پھر دیکھئے کوشش کرو کہ سارے سکے سلسلہ وار نکلتے چلے آویں۔ ہر بار صرف ایک سکہ نکالو اور نمبر دیکھ کر پھر تھیلی میں ڈال کر ہلاتے جاؤ۔ ریاضی کا اصول اور کوششوں کا تجربہ تمہیں بتا دے گا کہ سکہ کو نمبر وار نکالنے میں اوسطاً کم از کم دس کوششیں درکار ہوں گی اور نمبر ایک و دو دونوں کو یکے بعد دیگرے نکالنے میں ایک سو کوششوں کا اوسط آئے گا اور تمام سکوں کے سلسلہ وار نکالنے میں کوششوں کا اوسط اسی تناسب سے بڑھتا جائے گا۔ اور نمبر ایک سے لے کر نمبر دس تک سکوں کے صحیح سلسلہ وار نکالنے کا نمبر دس ارب کوششوں میں ایک بار موقعہ آ سکے گا۔ اب اسی طریق اور دلیل کو نظم و ضبطِ کائنات پر منطبق کرو تو معلوم ہوگا کہ استقرار حیات کیلئے اتنی گوناگوں اور بے شمار شرائط کی ٹھیک اور صحیح تناسب کے ساتھ بہم رسانی اور موجودگی درکار ہے جن کا انجام کسی اضطراری یا اتفاقی حادثہ سے ممکن نہیں۔ مثال کے طور پر کرۂ ارضی ہی کو لے لو یہ اپنے محور پر ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھومتا ہے۔ جانتے ہو کیا ہو جاتا اگر یہ رفتار بجائے ایک ہزار کے صرف ایک سو میل فی گھنٹہ ہوتی؟ ہمارے دن اور ہماری راتیں جو اب قریب قریب اکثر حلقاتِ ارضی میں برابر اور بارہ گھنٹہ کی ہیں دس گنا لمبے ہو جاتے۔ اس طویل عرصہ میں تپتے ہوئے سورج کی تمازت ساری نباتات کو جھلس کر رکھ دیتی۔ اگر کوئی پتی یا کونپل کسی وجہ سے بچ بھی جاتی تو طویل سرد راتیں جاڑے سے اکڑ کر منجمد اور تلف ہو جاتی!

اسی طرح سورج کی کیفیت پر، جو ساری حیات کا سرچشمہ ہے، غور کرو۔ حساب لگایا گیا ہے کہ اس کی سطح پر حرارت کی مقدار بارہ ہزار ڈگری فارن ہیٹ ہوتی ہے۔ یہ کرۂ ارضی جس پر ہم رہتے بستے ہیں سورج سے ٹھیک اتنی دوری پر رکھا گیا ہے کہ اس کی نار دوالی ہمیں صرف اس کی اتنی ہی گرمی پہنچاتی ہے جو حیات کے لئے ضروری اور کافی ہے۔ اب اگر سورج اپنی نصف حرارت زائل کر دے تو ہم منجمد ہو کر رہ جائیں۔ اور اگر اس حرارت میں بقدر نصف اور اضافہ ہو جائے تو ہم جل بھن کر کباب ہو جائیں!

یہ تو سب کو معلوم ہی ہے کہ کرۂ ارضی کے محور کا جھکاؤ ۲۳ ڈگری ہے۔ اسی کی وجہ سے مختلف موسم وجود میں آتے ہیں۔ اگر وہ ٹھیک اسی طرح اور اسی زاویہ پر جھکا ہوا نہ ہوتا تو سمندر پر سے بخارات شمال سے جنوب کی جانب پھیلتے جاتے اور سارے براعظم برف کے تودوں میں دب کر رہ جاتے۔ اسی طرح چاند اور زمین کے مابین اب جو فاصلہ ہے اگر یہ گھٹ کر صرف پچاس ہزار میل رہ جائے تو جوار بھاٹے میں مد کی کیفیت یہ ہو کہ دن میں دو مرتبہ تمام براعظم غرقاب ہو جائیں اور یہ عظیم الشان پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر بہہ جائیں یا کرۂ ارضی کی ساری سطح اگر دس فٹ اور بلند ہوتی تو آکسیجن جس کے بغیر حیات ممکن نہیں موجود ہی نہ ہوتی یا سمندر کی تہ چند اور فٹ زیادہ عمیق ہوتی تو کاربن ڈائی آکسائڈ Carbon dioxide اور آکسیجن اس میں جذب و تحلیل ہو جاتے اور نباتات کا وجود نابود ہو جاتا۔ اسی طرح کرۂ ہوا ذرا ہلکا پھلکا ہوتا تو کروڑوں شہاب ثاقب جو اب خلا ہی میں جل بجھ کر راکھ ہو جاتے ہیں کرۂ ارض سے جگہ جگہ ٹکراتے اور ہر طرف شعلے بھڑکا دیتے۔ یہ اور ان جیسی بیسیوں مثالیں ہیں جن پر غور کرنے سے مبرہن ہوتا ہے کہ ہمارا کرۂ ارضی یوں ہی خود بخود یا اتفاقاً معرض وجود میں نہیں آ گیا بلکہ ایک عظیم الشان منصوبہ اور انتظام کا نتیجہ ہے۔"

دلیل دوم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السماء وما یعرج فیھا وھو الرحیم الغفور (السباء ۲)

الیہ یرد علم الساعۃ وما تخرج من ثمرات من اکمامھا وما تحمل من انثیٰ ولا تضع الا بعلمہ ویوم ینادیھم این شرکاءی قالوا اٰذنٰک ما منا من شھید

یعنی خدا کو ہر چیز کا علم ہے۔ کائنات میں تمام تغیرات اس کے علم سے ہو رہے ہیں۔ زمین میں داخل ہونے والی چیزوں کو بھی وہ جانتا ہے اور اس سے نکلنے والی اشیاء سے بھی وہ واقف ہے۔ آسمانوں سے اترنے والی اور آسمانوں پر چڑھنے والی چیزیں اسی کے علم سے ایسا کر رہی ہیں۔ اس کی رحمت اور مغفرت اس سارے نظام میں کارفرما ہے۔ وہ چیزوں کی حرکت کی گھڑی کو بھی جانتا ہے اور اسے خوب معلوم ہے کہ شگوفے کب پھوٹتے ہیں اور پھل کب بنے گا۔ مادہ کب بار دار ہوگی اور کب بچہ جنے گی۔ یہ سب کچھ اس کے وسیع علم کے تابع ہو رہا ہے۔ اور اس خدائے قادر نے اس کائنات میں اپنی توحید کی جلوہ گری قدم قدم پر رکھی ہے۔ وہ ہر گھڑی پوچھ رہا ہے کہ بتاؤ اس نظام کے چلانے میں کوئی میرا شریک ہے۔ سب عقلمند سائنس دان آخرکار یہی جواب دیں گے کہ واقعی کائنات تیری واحد ہستی پر دلیل ہے!

اس قرآنی بیان کے بعد آپ ڈاکٹر کریسی کے الفاظ میں اسی کی پیشکردہ دوسری دلیل سنیئے لکھتے ہیں:-

"غایتِ حیات کی کامیابی کے اسباب و ذرائع کو بہم و فراہم کیا جانا ایک ہمہ گیر مقتدر کل کا متقاضی ہے۔

حیات کے رموز و اسرار کی تہ تک ابھی کوئی نہیں پہنچ سکا ہے اس کا نہ کوئی وزن ہے اور نہ سمت و جہت لیکن اس میں قوت ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ ایک ننھے پودے کی نرم و نازک بڑھتی ہوئی جڑیں کس طرح رفتہ رفتہ سخت سے سخت چٹانوں کا سینہ چاک کر کے اپنی راہ نکال لیتی ہیں۔ اب تو حیات نے سمندر زمین اور ہوا کو بھی مسخر کر لیا ہے اور قدرت کے سارے عناصر پر قابو پاتی جا رہی ہے۔ انہیں مجبور کئے جاتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو تحلیل کر کے از سر نو متشکل ہوں۔

اب ذرا پروٹوپلازم Protoplasm یعنی مادۂ حیات کے خلیہ پر غور کرو۔ یہ کتنا ننھا جیلی کی طرح صاف و شفاف ہے اور کس طرح سورج سے اپنی توانائی حاصل کرتا ہے۔ یہ خورد ترین خلیہ، یہ شفاف دھندلا سا ننھا قطرہ کس طرح جرثومِ حیات کو اپنے بطن میں تھامے ہوئے ہے اور کس طرح دنیا کی ہر چھوٹی بڑی جاندار شے کو تربیتِ حیات تقسیم کرتا ہے۔ اس ننھے منے قطرے کی قوتیں ساری نباتات، حیوانات اور انسانوں کی قوت سے بڑھی چڑھی ہوئی ہیں۔ کیونکہ یہی ساری حیات کا منبع ہے۔ نیچر یقیناً حیات کو خلق کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ اور آگ میں جھلسی ہوئی چٹانوں اور بے نمک سمندروں سے تو یہ اہتمام نہیں ہو سکتا۔ سو حیات کو پیدا کرنے والا ہے کون؟ ربّ السمٰوٰت والارض کے سوا کوئی اور نہیں ہے!!"

(باقی اگلی قسط میں)

زندگی کا کیا بھروسہ!

برکاتِ احمدیت

از مکرم حاجی عبدالکریم صاحب کراچی

پادری کی طرف سے شدید مخالفت

جب پادری کو میری کوششوں سے اس ناکامی اور شکست کا سامنا ہؤا تو اس نے مجھے ہندوستان واپس بھجوا دینے کی کوشش شروع کر دی۔ میرے دفتر میں میرے افسر انچارج کیپٹن رائٹ Wright تھے انہیں پادری نے کہا کہ یہ شخص عیسائیت کا سخت دشمن ہے اس کو ہندوستان بھیج دو۔ اس نے وعدہ کر لیا کہ میں اس کو جلد ہی واپس بھجوا دوں گا۔ یہ افسر مجھ پر بہت مہربان تھے۔ کئی بار مجھے پچاس پچاس روپے ترقی دلوا چکے تھے ہر ایک کلرک کو بلانے کے لئے وہ بجلی کی گھنٹی بجاتے تھے اور ہر کلرک کے لئے گھنٹیوں کی الگ الگ تعداد مقرر تھی۔ میرے لئے چھ گھنٹیاں مقرر تھیں۔ انہوں نے چھ گھنٹیاں بجائیں تو میں نے اپنے کاغذات چپراسی کو دئے کہ میرے ساتھ چلے۔ لیکن ہم ابھی کافی فاصلہ پر ہی تھا کہ کپتان صاحب نے تین گھنٹیاں بجائیں اور وہ ایک یہودی ہیڈ کلرک کے لئے تھیں، جو کپتان صاحب کے کمرے کے بالکل ملحق تھا۔ اس لئے وہ پہلے پہنچ گیا اور میں واپس چلا آیا۔ کپتان صاحب نے اس سے لکھوایا کہ مسٹر احمدی نے کپتان صاحب کی حکم عدولی کی ہے۔ کپتان صاحب نے میری رپورٹ کر دی۔ اور میجر بیل صاحب Bell نے مجھے بلایا اور دریافت کیا کہ کیا آپ کو کپتان رائٹ سے کوئی شکایت ہے؟ میں نے کہا ہرگز نہیں وہ میرے مہربان افسر ہیں اور انہوں نے دو مرتبہ مجھے ترقی دلوائی ہے۔ میجر صاحب نے کہا کہ کپتان صاحب نے شکایت کی ہے کہ آپ نے ان کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے تو یاد نہیں کہ کبھی ایسا ہؤا ہو مگر خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا انسان کمزور ہے ممکن ہے کہ ایسا ہو گیا ہو۔ میجر صاحب نے مجھے تنبیہ کر دی اور میرے دستخط کروا لئے۔ اسی طرح دس روز بعد کپتان صاحب نے مجھے دوسری بار وارننگ دلوادی۔

میرا کورٹ مارشل اور اس کا فیصلہ

کپتان صاحب نے تیسری مرتبہ ایسی ہی رپورٹ کر کے لکھا کہ مسٹر احمدی کا کورٹ مارشل کیا جائے۔ مجھے نظر بند کر دیا گیا۔ میں اپنے خیمہ میں رہتا تھا۔ کپتان رائٹ صاحب نے جج سے کہہ دیا تھا کہ مسٹر احمدی کو چھ ماہ قید کی سزا دیں (جج صاحب بھی ایک انگریز کپتان تھے) مقصد یہ تھا کہ سزا کاٹنے کے بعد مجھے واپس ہندوستان بھجوا دیا جائے۔ اور اصل الزام یہی تھا کہ یہ شخص عیسائیت کا دشمن ہے۔ اور کپتان رائٹ نے جج صاحب کو پادری سے میری گفتگو کا حال بتا دیا تھا

ان معاملات سے دو اڑھائی ماہ پیشتر ہمارے کرنل صاحب بریگیڈیئر ہو گئے تھے اور جب یہ خبر گزٹ میں شائع ہوئی تھی تو میں نے انہیں مبارکباد کا تار دیا تھا

کورٹ مارشل عدالت کی طرف سے مجھے چارج شیٹ دیا گیا کہ فلاں روز تک اس کا جواب دو۔ اور عدالت میں اپنے گواہوں کو بھی ساتھ لاؤ

فیصلہ سے ایک روز پہلے کپتان رائٹ نے دفتر میں سب کلرکوں سے کہہ دیا تھا کہ کل احمدی کو چھ ماہ قید کی سزا مل جائے گی۔ رات کو کیمپ میں چند ایک غیر احمدی کلرکوں نے برادرم علی حسین صاحب سے طنزاً کہا کہ آپ کے احمدی صاحب کو کل .I.M.S.M کا امتیازی نشان ملے گا۔ وہ فوراً میرے پاس آئے اور بتایا کہ غیر احمدی یہ طعنہ دے رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ فوراً Mess میں جاؤ اور سب کے سامنے یہ کہہ دو کہ احمدی کہتا ہے کہ میرا پیارا خدا قادر ہے کہ مجھے I.M.S.M. یعنی Indian Meritorious Service Medal کا تمغہ مجھے دے۔ علی حسین صاحب کو تامل تھا لیکن میرے زور دینے پر وہ گئے اور ایسا ہی اعلان کر دیا۔ جس پر مخالف کلرک ہنس پڑے۔ کہ کل اس کو چھ ماہ قید کی سزا ہو گی اور اسے .I.M.S.M کے خواب نظر آ رہے ہیں۔ مکرم علی حسین صاحب نے واپس آ کر بتایا کہ وہ لوگ اس طرح مذاق اڑا رہے ہیں۔ میں نے کہا بزرگوں نے فرمایا ہے کہ "ترس از بلائے کہ شب درمیان است" میں تو ساری رات مسجد میں گذاروں گا آپ سے ہو سکے تو دعا فرمائیں۔ مولا کریم میرے گناہوں کو بخش دے۔ اور جو امید اس ذات سے کی گئی ہے وہ پوری ہو جاوے۔

دوسرے روز میں عدالت میں گیا۔ کپتان رائٹ صاحب بھی گواہوں سمیت گئے۔ رائٹ صاحب نے بتلایا کہ مسٹر احمدی کو میں نے تین مرتبہ بلایا مگر یہ نہیں آئے۔ گواہوں نے بھی گواہی دی۔ جج نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا یہ ٹھیک ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ مگر ان کا حکم ماننا انسانی اختیار میں نہ تھا کیونکہ میں ۵ منٹ کے فاصلہ پر تھا اور کپتان صاحب ملحقہ ہیڈ کلرک کو جلد بلا لیا کرتے تھے۔ جو ایک منٹ میں ان کے پاس پہنچ جاتا تھا۔ انہوں نے گواہ طلب کئے مگر میرا کوئی گواہ نہ تھا اور پھر افسر کے خلاف کوئی شخص گواہی دینے کے لئے تیار بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے جج نے یہ الفاظ لکھے اور کہے

"میں تم کو مجرم قرار دیتا ہوں اور...

یہاں تک وہ لکھ چکا تھا اور کہہ چکا تھا "اور" کا لفظ اس کے منہ میں تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجی فون کرنے والے نے پوچھا کہ کیا تمہاری عدالت میں مسٹر احمدی کے خلاف کوئی مقدمہ چل رہا ہے؟ جج نے کہا ہاں حضور۔ میں ابھی اس کا فیصلہ سنا رہا ہوں۔ فون کرنے والے نے کہا فیصلہ مت سناؤ اور کاغذات لیکر میرے پاس آ جاؤ — !!

کپتان رائٹ کو تو یقین تھا کہ اب جج واپس آتے ہی اپنے فیصلہ کے باقی الفاظ سنا دیگا کہ 'میں تم کو چھ ماہ کی سزا دیتا ہوں'

اس لئے اس نے مجھ سے کہا "مسٹر احمدی! اب تم جیل میں چلے جاؤ گے مجھے بہت افسوس ہے"۔ میں نے جوش میں آ کر کہا

You are wrong. You are nothing but a dead warm on the face of earth. My God is living God and I hold a promise from Him. He shall save me. I trust you will meet disgrace.

یعنی تم غلط کہتے ہو۔ تم زمین پر ایک مرے ہوئے کیڑے ہو۔ میرا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ میرے ساتھ اس کا وعدہ ہے کہ وہ مجھے بچائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ تم ذلت اٹھاؤ گے۔

اتنے میں جج صاحب واپس آ گئے اور بجائے فیصلہ دینے کے ہم دونو سے کہا کہ جنرل شوٹ صاحب آپ دونوں کو بلاتے ہیں۔ مجھے خیال گذرا کہ شاید وہ فیصلہ سنائیں گے۔ ہم دونوں گئے تو پہلے جنرل صاحب نے مجھے اندر بلا لیا۔ اور مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آپ بریگیڈیئر کڈ صاحب کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا اچھی طرح۔ وہ فرمانے لگے ان کا تار آیا ہے کہ وہ آپ کو اپنے بریگیڈ میں چیف کلرکی کے لئے بلا رہے ہیں اور آپ کو ایک سو روپیہ ماہوار الاؤنس زیادہ دیں گے کیا آپ جانے کو تیار ہیں۔؟ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ انہوں نے میجر Bell صاحب سے کہا ان کو ترقی کا آرڈر دے دو دو اردلی ان کو دے دو اور ریلوے پاس بھی۔ اور کڈ صاحب کو تار دیدو کہ احمدی آ رہا ہے۔ میں وہ کاغذات لینے کے لئے گیا تو جنرل صاحب نے رائٹ صاحب کو بلا کر ڈانٹا کہ مجھے جج نے بتایا ہے کہ تم نے پادریوں کے کہنے سے ایک کلرک کو چھ ماہ قید دلوانے کی کوشش کی۔ اس لئے میں تمہاری Staff Qualifications کو منسوخ کرتا ہوں اور تم کو میدان جنگ میں بھیجتا ہوں۔

غرض میں ترقی کا آرڈر لے کر اور رائٹ صاحب تنزلی کا آرڈر لے کر عدالت کے کمرہ سے باہر آئے۔ باہر دفتر کے کلرک کھڑے تھے۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا فیصلہ ہؤا۔ میں نے جواب دیا میں ہیڈ کلرک سے چیف کلرک ہو گیا سو روپیہ زیادہ ماہوار الاؤنس ملے گا۔! انہوں نے خیال کیا کہ سزا ملنے کی وجہ سے احمدی کا دماغی توازن ٹھیک نہیں رہا۔ چنانچہ انہوں نے کپتان صاحب سے دریافت کیا۔ وہ جھنجلا کر بولا Damn جنرل شوٹ General Shoot نے احمدی کو ترقی دیدی اور مجھے دو سو روپے ماہوار کا نقصان دیدیا۔ کپتان صاحب نے بریگیڈیئر کو ایک خط لکھ دیا کہ احمدی عیسائیت کا سخت دشمن ہے۔ یہ میرے تنزل کا باعث ہؤا ہے۔ اس کو تم سزا دو جب بریگیڈیئر صاحب کو میرے آنے کا تار ملا۔ تو ۱۴ روز کے لئے انہیں ایک خاص ڈیوٹی کے لئے بلایا گیا۔ وہ جاتے وقت بریگیڈ میجر ولسن سے کہہ گئے میرا احمدی آئے تو اسے میرے آنے تک کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔ دوسرے روز میں پہنچ گیا۔ میرے ساتھ ہی کپتان رائٹ صاحب کا خط بھی پہنچا جسے بریگیڈ میجر نے پڑھا۔ وہ حیران ہؤا کہ وہ کیا کرے۔ اس نے ۱۴ روز کے لئے مجھے چیف کلرکی کا چارج نہ دلوایا۔ سٹاف کپتان کو ۱۴ روز کی اتفاقی رخصت دیدی اور مجھے ان کی جگہ کام کرنے کو کہا۔ ۱۴ روز بعد جب کڈ صاحب واپس آئے تو ولسن صاحب نے کپتان رائٹ صاحب کا خط دیا۔ کڈ صاحب نے اسے پرزے پرزے کر دیا اور کہا احمدی ایسا نہیں ہے مجھے چیف کلرکی کا چارج دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں تین کلرک زاید ہیں اور میرے آنے سے چار زاید ہو گئے۔ میں کڈ صاحب کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں بلا لیا ہے آپ کے پاس تو تین کلرک زاید ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے تین ماہ پہلے مجھے مبارکباد کا تار دیا تھا۔ میں جواب نہ دے سکا۔ مجھے خیال آیا کہ مجھے احمدی سے معافی مانگنی چاہیئے۔ اس لئے میں نے جنرل شوٹ صاحب کو تار دیدیا۔ اب آپ آ گئے ہیں اور میں مبارکباد کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے کہا یہ سب تصرفات الٰہی ہیں۔ میں نے کورٹ مارشل والا معاملہ سنایا اور کہا کہ میں چالیس روز تک آپ کے لئے تہجد میں دعا کروں گا کیونکہ آپ خدا تعالیٰ کے نشان کا ایک حصہ ہیں۔ میں دعا کرتا رہا۔ دو ماہ بعد ان کو Distinguished Service Order کا اعزاز ملا۔ میں نے مبارکباد دی تو کہنے لگے احمدی! یہ تمہاری دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ ورنہ ان ۱۴ روز میں میں نے کوئی خاص کام نہیں کیا میں نے کہا بیشک اسلام کا خدا زندہ خدا ہے وہ اپنے عاجز بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ کڈ صاحب نے خفیہ طور پر میری سفارش کر دی۔ اور کمانڈر انچیف نے مجھے .I.M.S.M کا تمغہ دیا۔ گزٹ میں اعلان ہؤا۔ الحمدللہ۔ وہ تمغہ لگا کر میں چند روز بعد رخصت پر سوئز گیا۔ جو ان مخالف کلرکوں نے بھی دیکھا۔ جو میرے قادر خدا نے مجھے دیا تھا۔

درویش حضرات و احباب کرام سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم دونو میاں بیوی کا انجام بخیر فرمائے۔ ہمیں بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہونا نصیب ہو۔ میرے لڑکوں۔ لڑکیوں دامادوں اور ان کی اولادوں کو حسنات دارین عطا فرماوے۔ اور دین و دنیا میں ہمیشہ ان کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین ثم آمین

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

آہ! حضرت مولوی حبیب اللہ صاحبؓ

از مکرم خواجہ سعید احمد صاحب ڈار جنرل سیکرٹری پراونشل انجمن احمدیہ کشمیر

حضرت مولوی حبیب اللہ صاحبؓ جو کشمیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری صحابی تھے ۲۷ نومبر ۱۹۶۲ء کو اپنے مولا سے حقیقی سے جا ملے۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون۔ آپؓ نے اپنے پیچھے ایک بیوہ دو پوتے اور دو سوتیلے بیٹے چھوڑے ہیں۔ وفات کے وقت آپؓ کی عمر قریباً نوے سال تھی۔ تمام عمر آپ کی صحت بہت اچھی رہی وفات سے قبل ایک سال تک آپ فراش رہے۔ لیکن ڈاکٹروں کی رائے یہی تھی کہ سوائے بڑھاپے کی کمزوری کے کوئی مرض نہیں ہے۔ اسی کمزوری کے باعث آپ کو اعضاء شکنی کی تکلیف تو ہوتی تھی لیکن آپ نے یہ ایام بڑے صبر اور سکون سے گذارے اور آپ کا چہرہ ہمیشہ شگفتہ رہا۔

حضرت مولوی صاحبؓ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ اور اپنی تمام عمر نہ صرف اہل آسنور کے لئے بلکہ گرد و نواح کے تمام احمدیوں اور غیر احمدیوں کے لئے مشعل ہدایت بنے رہے۔ چنانچہ قریبی گاؤں منزگام کے ایک بزرگ لوگوں کو نصیحت کیا کرتے تھے کہ اگر کبھی تمہیں احمدی بننا پڑا تو مولوی حبیب اللہ صاحب کی طرح کا احمدی بننا۔ گویا آپؓ کے زہد و تقویٰ کا سکہ غیروں کے دلوں میں بھی بیٹھا ہوا تھا۔

اپنی عمر کے آخری دنوں تک آپ اپنے ہاتھ سے روزی کماتے رہے۔ کبھی محتاج نہ بنے بلکہ ہمیشہ دوسروں پر احسان کرتے رہے۔ آپؓ کی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ آپ نے اپنی ساری عمر خدا، قرآن اور محمدؐ کی حکومت اپنے اوپر قائم رکھی اور اپنی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے تحت گذارنے کی کوشش کرتے رہے۔

آپ کو اپنی زندگی میں ایک عظیم سانحہ سے دوچار ہونا پڑا۔ یعنی آپ کا اکلوتا فرزند، کہ جو آپ کی واحد اولاد تھی، خواجہ محمد عبد اللہ صاحب فاضل جنہوں نے قادیان میں تعلیم حاصل کی تھی اور جموں کے سرکار رنبیر سنگھ ہائی سکول میں عربی مدرس تھے، ۱۹۳۸ء کے فرقہ وارانہ فساد میں شہید ہو گئے۔ لیکن حضرت مولوی صاحب نے اسی پر عمل کیا جو قرآن کریم نے فرمایا ہے یعنی آپ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون پڑھ کر صبر کے ساتھ خاموش ہو گئے۔ گو شدید صدمہ کے باعث شفقت پدری کے تقاضا نے آپ سے آنسو بھی بہلائے۔ اور دیکھا کہ اکثر تہجد پڑھتے وقت سجدہ گاہ تر ہوتی تھی۔

آپ کا ہر لمحہ ذکر الٰہی میں گذرتا تھا۔ آپ کی دیانت و امانت بھی مسلم تھی۔ اسی لئے گاؤں کے لوگوں کو آپ کی بزرگی سے عقیدت تھی اور جب کسی کا کوئی عزیز بیمار پڑتا تھا تو لوگ دواؤں سے زیادہ آپ کی دعا سے رجوع کرتے تھے۔

آپ کی بزرگانہ نصائح بھی موثر ہوتی تھیں چنانچہ جب میرا ایک عزیز بچہ فوت ہو گیا تو انسانی کمزوری کے تقاضا سے میں نے بے صبری کا اظہار کیا۔ احباب مجھے صبر کی تلقین کرتے تھے لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس قدر سخت صدمے کے وقت صبر کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب تشریف لائے اور آپ نے فرمایا بیٹا! صبر کرو۔ اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ آپ کے آنسوؤں کے ساتھ آپ کے ذاتی صبر و تحمل کی بھی ایک داستان تھی۔ جو میرے لئے صبر کا باعث ہوئی اور شمع ہدایت بن گئی۔

حضرت مولوی صاحب اپنے اکلوتے فرزند کی وفات کے بعد میرے والد خواجہ غلام محمد صاحب ڈار سے اپنے فرزند کی طرح محبت رکھتے تھے لیکن جب وہ بھی عالم جوانی میں ہی وفات پا گئے تو انہیں سخت صدمہ پہنچا اور ان کی صحت بھی بگڑنے لگی۔ اور عجیب بات ہے کہ میرے والد صاحب مرحوم کی وفات پر وہ مجھے تو تسلی دیتے رہے لیکن اپنے بیٹے کی وفات کے پرانے زخم کو تازہ کر لیا۔!

حضرت مولوی صاحب اپنی تمام عمر نہ صرف خود احمدیت کے اصولوں پر محبت اور خلوص سے گامزن رہے بلکہ گاؤں اور علاقہ بھر کے احمدیوں کو ان اصولوں پر چلانے کی کوشش کرتے رہے۔ آپ کی طبیعت میں غصہ نہ تھا لیکن کسی کی بے راہ روی کو دیکھ کر اور اسے سمجھاتے وقت آپ کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ خطبات جمعہ وغیرہ میں قیامت کے روز کا ذکر اس طرح کرتے تھے کہ خود بھی روتے تھے اور سامعین کو بھی رلاتے تھے۔

آپ کی شخصیت زہد و تقویٰ کی وجہ سے اتنی محبوب تھی کہ باوجود اس کے کہ آپ چوبیس گھنٹوں گاؤں میں موجود رہتے تھے لوگ آپ کی دید کے مشتاق رہتے۔ اور شمع و پروانوں کا سا عالم ہوتا۔

وعظ و تقریر میں آپ کو خاص ملکہ تھا قرآن کریم کی چند آیات تلاوت کر کے مثالوں اور واقعات کے ساتھ ان کی تشریح کرتے تھے۔ جو بڑی دلپذیر ہوتی تھی یہی وجہ ہے کہ آپ کی موجودگی میں لوگ کسی اور کے وعظ کو اہمیت نہ دیتے تھے۔ آپ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور ساتھ ہی علم و تقویٰ کے حامل تھے اس لئے آپ کی نصائح موثر بھی ہوتی تھیں اور کارگر بھی۔

بچپن سے آپ کی طبیعت میں نیکی اور سادگی تھی۔ اس سلسلہ میں بڑے بزرگوں سے جو چند واقعات سننے میں ان کا ذکر کر دیتا ہوں بچپن کی عمر عام طور پر کھیل کود کی عمر ہوتی ہے لیکن آپ بچوں سے الگ تھلگ رہتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ بچے آپ کو اپنی شرارتوں کا نشانہ بناتے۔ آپ نے اپنے بچپن ہی میں مروجہ ابتدائی تعلیم عربی اور فارسی کی حاصل کر لی تھی۔ یعنی کریما۔ نام حق گلستان بوستان اور قرآن شریف حدیث فقہ وغیرہ۔ اس کے بعد آپ نے درزی کا کام سیکھا۔ لیکن جب آسنور کے سکول میں ایک عربی دان مدرس کی ضرورت پیش آئی تو کشمیر سرکار نے آپ کی خدمات حاصل کر لیں۔ اور اس سے نہ صرف آپ کو معزز روزگار مل گیا بلکہ محکمہ تعلیم اور اس علاقے کو ایک اچھا شفیق مدرس بھی مل گیا۔ اور اس طرح آپ آسنور اور مضافاتی دیہات کے بچوں کو دینی تعلیم کے نور سے منور کرتے رہے۔ اور اس ہمدردی محنت اور شفقت سے بچوں کو پڑھایا کہ علاقہ بھر کے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں آپ معزز قرار پائے۔

اس ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ نے پھر درزی کا کام شروع کر دیا تھا لیکن اس طرح کہ یہ پیشہ جو کپڑوں کے ٹکڑوں کی وجہ سے بدنام ہے آپ نے اپنے مسلسل دیانتدارانہ عمل سے اسے معزز بنا دیا۔ اور وہ اس طرح کہ کپڑوں کی کترنیں بھی مالکوں کو واپس مل جاتی تھیں علاوہ ازیں چونکہ آپ کی دوکان ایک دار التبلیغ بھی ہوتی تھی اس لئے گاہک جب آپ کی دوکان سے نکلتا تھا تو جسمانی لباس کے ساتھ ہی روحانی لباس میں بھی ملبوس ہوتا تھا۔

آپ کفن تیار کرنے کی مزدوری نہ لیتے تھے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ آپ کے درزی پیشہ شاگرد بھی اسی اصول پر عمل پیرا ہیں۔

گاؤں میں جب کبھی دو افراد یا پارٹیوں کے درمیان کوئی جھگڑا ہوتا تو ثالث بالخیر کے لئے قرعہ آپ ہی کے نام پڑتا۔ اور آپ اپنی ہمدردانہ کوششوں اور مناسب حال گفت و شنید سے جھگڑے نپٹا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کی وفات کے وقت گاؤں میں اتحاد و محبت کا دور دورہ تھا۔ اس میں ہمارے لئے یہ بھی سبق ہے کہ صلح کل شخصیت کشش اور جذب و اثر رکھتی ہے۔

قصبہ آسنور کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے پانچ نہایت مخلص صحابی پیدا کئے یعنی حضرت حاجی عمر صاحب ڈار، حضرت مولوی حبیب اللہ صاحب، حضرت خواجہ عبد الرحمٰن صاحب ڈار، حضرت خواجہ عبد الرحمٰن صاحب میر اور حضرت محمد صاحب وانی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یہ پانچوں جلیل القدر صحابی سارے کشمیر میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ترقی کا موجب ہوئے۔ اور انہی کے چراغوں سے چراغ روشن ہوتے چلے گئے اور آج کشمیر میں گاؤں کے گاؤں احمدی ہیں۔ اور انہی بزرگوں کا یہ اثر ہے کہ خدا کے فضل سے کئی جماعتوں میں بعض تابعین بھی ان کے رنگ میں رنگین ہیں۔

حضرت مولوی حبیب اللہ صاحبؓ چونکہ سارے کشمیر میں آخری صحابی تھے اس لئے آپ کی وفات سے صرف آسنور کو ہی صدمہ اور نقصان نہیں پہنچا بلکہ صدمہ اور نقصان سارے کشمیر کے لئے مشترک ہے۔ اور ہم لوگ آپ کی وفات سے ایک بزرگ شخصیت سے محروم بلکہ یتیم ہو گئے ہیں۔ آپ اپنی بہت سی خوبیوں کی وجہ سے ایک انجمن تھے کیونکہ بیک وقت بہت سی خوبیاں ان میں جمع تھیں۔ مادی حیثیت سے آپ دولتمند نہ تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے روحانی دولت وافر عطا فرمائی تھی۔ اور اس دولت کے تقسیم کرنے میں آپ بہت فیاض تھے۔ اور یہی وہ حقیقی دولت ہے جو اس زمانہ میں احمدیت کے ذریعہ سے لٹائی جانی مقدر تھی۔

لیکن یہ امر ہمارے لئے غور و فکر کا باعث ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ خزائن حاصل کئے تھے ہم میں سے اٹھتے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اے مولا کریم! تو اس لحاظ سے ہمیں یتیم نہ بنا جا رہا ہے۔ اور ہمیں احمدیت کے ان درخشندہ ستاروں سے محروم کر رہا ہے جنہوں نے احمدیت کی خاطر اپنا سب کچھ وقف کر رکھا تھا۔ اب تو ہی ہمیں یہ توفیق بخش سکتا ہے کہ ہم حقیقی معنوں میں ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں اور احمدیت کو ترقی دینے والے ہوں۔

اس کے ساتھ ہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا و امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو صحت و سلامتی کے ساتھ کام کرنے والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ اور آپ کے ذریعہ سے تبلیغ اسلام کا نظام وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین۔

شکرانہ فنڈ

انسان کا خاصہ ہے کہ وہ مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً

- نکاح کے موقعہ پر
- شادی پر
- بچے کی پیدائش پر
- مکان کی تعمیر پر
- امتحان میں کامیاب ہونے پر
- حادثات سے محفوظ رہنے پر
- غموں سے نجات پانے پر

اللہ تعالیٰ کے حضور نذرانہ پیش کرتا ہے۔ آپ بھی ایسے مواقع پر بجانب صاحب صدر انجمن احمدیہ کے نام رقوم ارسال فرمائیں۔

ناظر بیت المال قادیان

جموں اور وادی پونچھ کا تبلیغی و تربیتی دورہ

رپورٹ مرسلہ مکرم بابو محمد یوسف صاحب پراونشل امیر جماعتہائے احمدیہ جموں

تبلیغی دورہ

حسب سابق امسال بھی نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان نے احباب جماعت کے مشورہ سے صوبہ جموں کے تبلیغی و تربیتی دورہ کا پروگرام بنایا چنانچہ اس پروگرام کے مطابق مورخہ ۱۴ ؍نومبر ۱۹۶۲ء بعد دوپہر مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس قادیان سے جموں تشریف لائے۔

جموں میں تقریر

اتفاق سے ۱۴؍ نومبر کو زیر اہتمام بھارت سیوک سماج اور زیر صدارت محمد ایوب خاں صاحب ڈپٹی اسپیکر جموں و کشمیر اسمبلی، پنڈت جواہر لال صاحب وزیر اعظم بھارت کے شبھ جنم دن پر پرانی منڈی جموں میں جلسہ منعقد ہوا۔ شری سنگھ صاحب کی دعوت پر مولانا امینی صاحب نے بھی تقریر فرمائی۔ آپ نے قومی اتحاد و یکجہتی اور چین کی جارحانہ کارروائیوں کے مقابلہ کیلئے ملک کو مضبوط بنانے میں امداد دینے کے متعلق مبسوط تقریر فرمائی۔ حاضرین جلسہ نے آپ کی تقریر کو پسند کیا اور صاحب صدر نے سراہا۔

روانگی چارکوٹ

نظارت کے ارشاد کے مطابق خاکسار بھی ۱۵؍ نومبر کو مولانا کے ہمراہ چارکوٹ روانہ ہوا۔ بس میں مولانا کا ایک شیعہ صاحب سے اسیرا ایک اور تعلیم یافتہ مسلمان سے احمدیت کے متعلق تبادلہ خیالات ہوا۔ اور کچھ مسافروں کو تبلیغی لٹریچر بھی دیا گیا۔

چارکوٹ میں نماز جمعہ

نماز جمعہ چارکوٹ میں ادا کی گئی۔ مولانا امینی صاحب نے خطبہ جمعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم۔ مرکزی تحریکات پر لبیک کہنے۔ اتفاق و اتحاد اور حکومت سے تعاون کے موضوعات پر دیا۔ بعد جمعہ خاکسار نے احباب کو توجہ دلائی کہ ہماری ذمہ داری ہے بقایا چندے ادا کر کے ثواب حاصل کریں۔

روانگی پونچھ

۱۶؍ نومبر کو بعد نماز جمعہ و عصر ہم پونچھ کیلئے روانہ ہوئے۔ اور شام کو پونچھ پہنچے۔ وہاں مختلف جماعتوں سے بھی احمدی دوست آئے ہوئے تھے ان سے ملاقات ہوئی اور بعد نماز مغرب انہیں تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی گئی۔

پونچھ میں تقریر

۱۷؍ نومبر کو بارش رہی اس لئے پونچھ کی جماعت کا جلسہ نہ ہو سکا۔ ۱۸؍ نومبر کو زیر اہتمام ڈی سی صاحب پونچھ کورٹ یارڈ میں چین کے جارحانہ حملہ سے متعلق پبلک جلسہ ہوا۔ جس میں مولانا امینی صاحب کو بھی ڈی سی صاحب کی دعوت پر تقریر کا موقعہ ملا۔ ڈی سی صاحب نے آپ کی تقریر کی بہت تعریف کی۔ خاکسار اور مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب نے نظمیں پڑھیں۔
۱۹ کو بھی بارش رہی اس لئے صرف پڑتال حساب چندہ جات کا کام ہی ہو سکا۔

ملاقاتیں

دوران قیام پونچھ میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ اور کئی دوستوں سے ملاقات بھی ہوئی۔ چند معززین کے نام یہ ہیں:-

۱۔ شری انند سروپ صاحب کھنہ ڈی سی پونچھ۔ ان کی خدمت میں مقامی جماعت کے بعض امور پیش کئے گئے۔ آپ نے ہمدردانہ کارروائی کا وعدہ فرمایا۔ سلسلہ کا لٹریچر بھی آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔
۲۔ سردار مادھو سنگھ صاحب تحصیلدار۔
۳۔ ماسٹر غلام احمد صاحب ایم ایل اے
۴۔ میر غلام محمد صاحب ایم ایل اے و صدر میونسپلٹی۔
۵۔ مسٹر غلام احمد قریشی پرنسپل ٹیچرس ٹریننگ سکول۔
۶۔ مسٹر شاہ سپرنٹنڈنٹ پولیس

روانگی سرن کوٹ

۲۰؍ نومبر کو ہم سرن کوٹ کیلئے روانہ ہوئے۔ سرن کوٹ میں شدت کی سردی تھی اور برف باری ہو رہی تھی۔ موسم کی خرابی کی وجہ سے جلسہ نہ ہو سکا۔ چند معززین کے ساتھ ملاقاتیں کی گئیں اور لٹریچر دیا گیا۔ بارش اور راستہ صاف نہ ہونے کی وجہ سے ہم افسوس ہے کہ گورسائی نہ جا سکے۔ اور بس کے ذریعہ چارکوٹ پہنچ گئے۔ ۲۲؍ نومبر کو بارش رہی تاہم دوستوں سے تبلیغی و تنظیمی امور پر بات چیت ہوتی رہی۔ اور درس و تدریس بھی رہا۔

بھمبر گلی میں جلسہ

بھمبر گلی کے ایک معزز غیر احمدی دوست کی خواہش پر وہاں ایک پبلک جلسہ منعقد کیا گیا۔ صدارت خاکسار نے کی۔ مولانا امینی صاحب نے سیرت آنحضرت صلعم۔ عقاید جماعت احمدیہ۔ اور قومی اتحاد و یکجہتی پر دو گھنٹے تقریر کی۔ برادرم منشی عبد الکریم نے ہماری تواضع کی اور تعاون فرمایا اس کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔ یہ جلسہ بھی انہی کی خواہش پر ہوا تھا۔ بہت سے غیر احمدی احباب جلسہ میں شریک ہوئے۔

چارکوٹ میں نماز جمعہ

۲۳؍ نومبر کو چارکوٹ میں مولانا نے خطبہ جمعہ دیا جس میں تنظیمی تبلیغی، تربیتی اور اصلاحی امور کی طرف توجہ دلائی۔ خاکسار نے ادائیگی بقایا کے لئے احباب کو توجہ دلائی۔

روانگی مینڈھر و حرسال

۲۴؍ نومبر کو روانہ ہو کر ہم شام کو مینڈھر پہنچے اگلے روز اتوار کو خاکسار کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ مضافات کی جماعتوں سے احباب بھی آئے ہوئے تھے۔ باوجود مخالفت کے غیر احمدی دوستوں نے بھی شرکت کی۔ مولانا امینی صاحب نے سیرت آنحضرت صلعم۔ عقاید جماعت احمدیہ۔ صداقت مسیح موعودؑ۔ قومی اتحاد و یکجہتی پر دو گھنٹے تقریر فرمائی۔
مینڈھر میں خواجہ محمد یوسف صاحب نائب تحصیلدار اور بعض دوسرے دوستوں سے ملاقات کی گئی۔ خواجہ صاحب نے قرآن کریم انگریزی کا بذریعہ وی پی بھجوانے کی خواہش فرمائی۔

روانگی سلواہ

۲۶؍ کو بعد دوپہر سلواہ کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں بعض غیر احمدی دوستوں کے ساتھ وفات مسیح اور عقاید جماعت احمدیہ پر ایک گھنٹہ تک تبادلہ خیالات ہوا۔ نیز شیخ شکر دین صاحب سے سیرت آنحضرت صلعم اور عقاید احمدیت پر بات چیت ہوئی۔ وہ ہمارے عقاید سے متاثر ہیں اور ہمیشہ تعاون کرتے ہیں جزاہ اللہ تعالے

سلواہ میں جلسہ

۲۷؍ نومبر کو خاکسار کی زیر صدارت مسجد احمدیہ سلواہ کے سامنے جلسہ منعقد ہوا۔ خاکسار کی افتتاحی تقریر کے بعد مولانا امینی صاحب نے توحید باری تعالے، سیرت آنحضرت صلعم۔ صداقت مسیح موعودؑ وفات حضرت عیسیٰؑ۔ اور قومی ایکتا پر تقریر کی غیر احمدی احباب نے بھی شرکت کی

پٹھانہ تیر میں جلسہ

سلواہ کا جلسہ ختم ہونے کے بعد ہم حوالدار محمد ابراہیم صاحب کے ہمراہ پٹھانہ تیر چلے گئے۔ یہاں ۲۸؍ نومبر کو گورنمنٹ پرائمری سکول پر جلسہ ہوا تلاوت اور نظموں کے بعد مولانا امینی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا آنحضرت صلعم کے ساتھ عشق اور قومی اتحاد و یکجہتی پر تقریر کی جو بڑی موثر تھی غیر احمدی احباب کو لٹریچر بھی دیا گیا۔ یہاں کے انتظامات حوالدار محمد ابراہیم صاحب نے کئے۔ جزاہ اللہ۔

گورسائی میں دو جلسے

پٹھانہ تیر میں نماز ظہر و عصر ادا کرنے کے بعد ہم شام کو گورسائی پہنچے۔ اور شام ہی کو غیر احمدی احباب کی خواہش پر مولانا امینی صاحب نے ایک مبسوط تبلیغی و تربیتی تقریر کی جس میں آنحضرت صلعم اور خلفائے راشدین کی سیرت پر روشنی ڈالی اور بعض اعتراضات کے جوابات بھی دیئے۔ اس تقریر کا اتنا اثر ہوا کہ غیر احمدی احباب نے خواہش کی کہ اگلے روز عیدگاہ میں تقریر ہو۔ ۲۹؍ نومبر کو ہمیں حسب پروگرام سنگیوٹ پہنچنا تھا لیکن غیر احمدی احباب کی خواہش پر اسے ملتوی کرنا پڑا۔ اور اگلی جماعتوں کو التوا کی اطلاع بھجوا دی گئی۔ ۲۹؍ نومبر کی دوپہر کو عیدگاہ میں خاکسار کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ مولانا نے ۲½ گھنٹے تقریر فرمائی۔ جس میں آنحضرت صلعم کی سیرت کے علاوہ عقاید جماعت احمدیہ بیان کئے
گورسائی میں چندہ جات کی پڑتال کی گئی اور سیکرٹری مال کا انتخاب عمل میں آیا۔

چارکوٹ میں انتخاب پراونشل عہدیداران و جلسہ

۳۰؍ نومبر کو ہم قبل دوپہر چارکوٹ پہنچے یہاں بعد نماز جمعہ پراونشل عہدیداروں کا انتخاب مقرر تھا لہذا پونچھ۔ گورسائی۔ سلواہ۔ پٹھانہ تیر کالابن اور دھوڑیاں وغیرہ کے نمائندے آئے ہوئے تھے۔ خطبہ جمعہ میں مولانا امینی صاحب نے تربیتی و اصلاحی امور کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔ بعد نماز جمعہ انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اور بعض مقامی تنازعات کا تصفیہ کیا گیا۔

احباب جماعت کی خواہش پر مستورات کا ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جو یکم دسمبر کو ہوا خاکسار کی افتتاحی تقریر کے بعد مولانا امینی صاحب نے ۱½ گھنٹہ تقریر کی جس میں خواتین کو ان کی دینی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

قیام چارکوٹ کے دوران میں درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ یکم دسمبر کی شام کو مولانا نے بعض جماعتی مسائل کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

۲؍ دسمبر کو بارہ بجے دوپہر پنچایت گھر کے قریب جلسہ عام منعقد ہوا جس میں غیر احمدیوں اور غیر مسلموں نے بھی شرکت کی۔ خاکسار کی افتتاحی تقریر کے بعد مکرم مولوی محمد سعید صاحب اور مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب نے حقائق اسلام اور اشاعت اسلام پر علی الترتیب تقریریں کیں۔ آخر میں مولانا امینی صاحب نے تقریر کی جو ۲½ گھنٹہ جاری رہی۔ اس تقریر میں آپ نے سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ قومی اتحاد و یکجہتی اور چین کی جارحانہ کارروائیوں کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ تقریر عمدہ اور موثر تھی جس کو بہت پسند کیا گیا۔ جلسہ کے بعد سلسلہ کا تبلیغی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

۳؍ دسمبر کو بعد دوپہر ہم شام کو دھوڑیاں پہنچ گئے۔ اور جلسہ کا پروگرام بنایا گیا۔ نیز تبلیغی خطوط لکھے گئے۔

اس موقعہ پر میں ان تمام جماعتوں کے احباب کرام کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے تعاون نے جلسوں کو کامیاب بنایا اور جن کی تواضع اور مہمان نوازی نے ہمیں آرام پہنچایا۔ اور وہ تمام غیر احمدی اور غیر مسلم بھائی بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے ہمارے جلسوں میں امن اور شرافت کے ساتھ شمولیت کی (باقی آئندہ)

خبریں

پیکنگ ۔ ۷ جنوری ۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا ریڈیو کی اطلاع ہے کہ پیکنگ میں بھارتی سفارتخانہ کے چارج ڈی افیئرز مسٹر کپور آج بذریعہ ہوائی جہاز نئی دہلی روانہ ہوگئے ۔ باوثوق ذریعہ کے مطابق شری جینرجی بھارت چین سرحدی جھگڑے کے متعلق وزیراعظم چین مسٹر چو این لائی کا زبانی پیغام شری نہرو کے نام لے کر گئے ہیں پیغام کے نفس مضمون کے متعلق علم نہیں ہو سکا

ہانگ کانگ ۔ ۷ جنوری ۔ ہانگ کانگ سے ایکسپریس نیوز سروس کے نمائندہ نے اطلاع دی ہے کہ بھارت کے وزیراعظم پنڈت نہرو نے چین کے ساتھ سرحدی جھگڑا بین الاقوامی عدالت میں لانے کی جو پیشکش کی ہے ۔ اسے ڈپلومیٹک مبصرین پیکنگ اور مشرق وسطیٰ کے دیگر مقامات کے باخبر حلقوں نے اہم اور فیاضانہ قرار دیا ہے ۔ اور کہا ہے کہ شری نہرو کی یہ پیشکش بھارت کی امن پسندی کا ایک اور ثبوت ہے ۔

ریہانڈ (یوپی) ۷ جنوری ۔ وزیراعظم پنڈت نہرو نے آج ریہانڈ ڈیم کا رسمی طور پر افتتاح کیا اس پر ۴۵ کروڑ روپیہ لاگت آئی ہے اور یہ دنیا کی بڑی بڑی دریائی گھاٹی یوجناؤں میں سے ایک ہے ۔ پنڈت نہرو نے اس موقعہ پر چینی حملے کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ بھارت نے جنگ سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی ۔ تاکہ وہ اپنے ذرائع اور وقت اقتصادی ترقی پر لگا سکے ۔ لیکن اس پر یہ جنگ ٹھونسی گئی ہے ۔

بمبئی ۷ جنوری ۔ بھارتی فوجوں کے سابق کمانڈر انچیف جنرل کری آپا نے ناگجوڑی اور ناکپاڑہ کی سیٹیزن ڈیفنس کمیٹیوں میں تقریر کرتے ہوئے یہ الزام لگایا کہ کمیونسٹ ٹریڈ یونین لیڈروں کے ورکروں میں چین کے حق میں گمراہ کن پروپیگنڈا کر رہے ہیں ۔ آپ نے مزید کہا کہ چین کے حملہ کے وقت کیمونسٹوں نے نیفا اور آسام میں اینٹی نیشنل پارٹ ادا کیا ہے ۔ وہ وہاں جنگ بندی کے بعد عوام میں اور خصوصاً مزدوروں میں چین کے حق میں پروپیگنڈہ کر رہے ہیں ۔

فیروزپور ۔ ۷ جنوری مرکزی وزیر خزانہ شری مرار جی ڈیسائی نے ابوہر میں ایک بھاری پبلک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے اہل پنجاب کی دفاعی کوششوں کی تعریف کی ۔ آپ نے کہا کہ پنجاب کے باشندے بہادر اور خوشحال ہیں ۔ آپ نے کہا بھارت امن پسند ملک ہے ۔ اسے ملک گیری کی ہوس نہیں ۔ لیکن ہم عزت کا امن چاہتے ہیں ذلت آمیز امن نہیں ۔ آخری فتح ہماری ہوگی کیونکہ ہم راستی پر ہیں ۔

الہ آباد ۔ ۷ جنوری ۔ وزیراعظم پنڈت نہرو نے کل رات یہاں ایک بھاری پبلک جلسہ میں یہ اعلان کیا کہ موجودہ جنگ بندی میں ہماری دفاعی تیاریوں میں کوئی ڈھیل نہیں ہونی چاہیئے ۔ آپ نے کہا کہ ہم تمام ملکوں کے ساتھ دوستی اور امن چاہتے ہیں ۔ چین اور پاکستان کے متعلق بھی ہمارا یہی نظریہ ہے

جلسہ سالانہ ربوہ

بقیہ صفحہ ۲

ہر چند کہ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی علالت کے باعث اجلاسات میں تشریف لاکر احباب سے خطاب نہیں فرما سکے تاہم حضور نے ازراہ شفقت افتتاحی تقریر اور اختتامی خطاب خود لکھوا کر ارسال فرمائے جنہیں حضور کی زیر ہدایت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے اپنی علالت اور ناسازی طبع کے باوجود علی الترتیب پہلے اور آخری اجلاس میں نہایت پُر درد آواز میں پڑھ کر سنایا ۔ احباب نے حضور کی املا کردہ ان ہر دو تقاریر کو انتہائی ذوق و شوق اور ولولہ عشق کے عالم میں سنا ۔ اور کمال درجہ محویت کے عالم میں حضور کی ان تقاریر کو سماعت کرتے وقت ان پر وارفتگی کا وہ عالم طاری ہوا کہ فضا بار بار نعرہ ہائے تکبیر اور حضرت خلیفۃ المسیح زندہ باد اور احمدیت زندہ باد کے پرجوش نعروں سے گونج اٹھتی تھی ۔ آخری اجلاس میں حضور کا اختتامی خطاب پڑھ کر سنانے کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے احباب کو ایک مختصر دعائیہ خطاب سے نوازا ۔ اور پھر جلسہ کے اختتام کا اعلان کرنے سے قبل ایک نہایت پرسوز لمبی دعا کرائی ۔ جو اپنے اثر و جذب اور قلوب و اذہان کو ایک نئی جلا اور روحوں کو ایک نئی تازگی عطا کرنے کے لحاظ سے ایک خاص شان کی حامل تھی ۔

حضور کی اپنی ہر دو تقاریر کے علاوہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے بھی امسال بھی "ذکر حبیب" کے موضوع پر احباب کو ایک مبسوط اور ایمان افروز مقالہ سے نوازا ۔ اپنی موجودہ علالت کے باعث آپ خود تشریف لاکر یہ ایمان افروز مقالہ نہیں پڑھ سکے ۔ چنانچہ آپ کی زیر ہدایت مورخہ ۲۸ دسمبر کو اختتامی اجلاس میں محترم مولانا شمس صاحب نے نہایت پر شوکت آواز میں اسے پڑھ کر سنایا ۔ یہ تقریر پونے دو گھنٹے تک جاری رہی ۔ احباب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے اذکار مقدس کو نہایت درجہ محویت کے عالم میں بیٹھے سنتے رہے ۔ اور سر دھنتے رہے ۔ اور فضا بار بار پرجوش اسلامی نعروں سے گونجتی رہی ۔

علاوہ ازیں دیگر اجلاسوں میں محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ۔ محترم صاحبزادہ میرزا مبارک احمد صاحب ۔ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ۔ مکرم مولینا جلال الدین صاحب شمس ۔ مکرم مولینا ابوالعطاء صاحب ، مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری ، مکرم مولینا شیخ مبارک احمد صاحب ، مکرم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ، مکرم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ ، مکرم مولوی محمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ مشرقی پاکستان ، مکرم مولوی محمد صادق صاحب مبلغ ملایا ، مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف اور مکرم چودھری عبداللطیف صاحب م

جناب صدر صاحب جمہوریہ ہند کی طرف سے شکریہ

جلسہ سالانہ قادیان پر جو ریزولیشن حکومت کے ساتھ تعاون کا ہندوستانی احمدیوں نے پاس کیا تھا اس کی ایک نقل جناب صدر صاحب حکومت ہند کو بھجوانے پر مندرجہ ذیل مکتوب وصول ہوا ہے ۔

از دفتر پریذیڈنٹ
راشٹرپتی بھون
نئی دہلی

دسمبر ۲۲ ۱۹۶۲ء
D. O. No. 17303 - P/62

مکرم بندہ ! جناب پریذیڈنٹ صاحب مملکت ہند نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں آپ کے بیس دسمبر کے خط کی رسیدگی سے اطلاع دوں اور حکومت کے ساتھ وفاداری اور امداد کی جو یقین دہانی آپ نے جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے چینی جارحیت کے خلاف کی ہے اس کا شکریہ ادا کروں

آپ کا مخلص
ڈی جے مدن ۔ انڈر سیکرٹری

بخدمت ناظر صاحب امور عامہ
جماعت احمدیہ قادیان

اظہار تشکر

جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر ہندوستانی احمدیوں کی طرف سے جو ریزولیشن چین کی جارحیت کے خلاف پاس کیا گیا تھا اس کی نقول جناب ناظر صاحب امور عامہ کی طرف سے سرکاری افسران کو دی گئی تھیں جس کے جواب میں جناب وزیراعظم صاحب ہندوستان نئی دہلی ۔ جناب نائب صدر صاحب ہندوستان نئی دہلی ۔ جناب بخشی غلام محمد صاحب وزیراعظم ریاست کشمیر جموں نے احباب جماعت کا شکریہ ادا کیا ہے

سابق ایس پی گورداسپور

جناب سردار گوربھگت سنگھ صاحب کا مکتوب گرامی

جناب سردار گوربھگت سنگھ صاحب ایس پی گورداسپور کے تبادلہ امرتسر پر جو چٹھی جناب ناظر صاحب امور عامہ نے ان کی خدمت میں بھیجی اس کا مندرجہ ذیل جواب جناب ایس پی صاحب کی طرف سے موصول ہوا ہے جس کا ترجمہ شائع کیا جاتا ہے ۔

مائی ڈیر برکات احمد

میں آپ کے مبارکباد کے خط کا جو میری ترقی اور تبادلہ امرتسر ہونے پر آپ نے بھجوایا ہے دلی طور پر ممنون ہوں ۔ حقیقت میں وہ جذبہ جس کا اظہار آپ نے اس موقعہ پر کرنا ضروری سمجھا ہے آپ کی میرے ساتھ محبت اور قدر افزائی کا آئینہ دار ہے جس کا میں شکرگذار ہوں ۔ میں اس عہدہ کا اپنے تئیں پورے طور پر اہل نہیں سمجھتا ۔ تاہم اس کو خدا تعالیٰ کے فضل اور آپ جیسے مخلص دوستوں کی دعاؤں کا نتیجہ یقین کرتا ہوں آپ کو علم ہے کہ امرتسر جیسے اہم ضلع کا کام کافی مشکل ہے ۔ اس لئے درخواست کرتا ہوں کہ میرے ساتھ دعا کریں کہ ست گرو مجھے طاقت دے کہ جملہ پیچیدہ و مشکل مسائل سے بطریق احسن عہدہ برآ ہو سکوں ۔ "

م مبلغ جرمنی نے اہم علمی دینی اور تربیتی موضوعات پر نہایت ٹھوس ، مدلل اور ایمان افروز تقاریر فرمائیں جو احباب کے لئے بہت ازدیاد علم و ایمان کا موجب ہوئیں ۔

دن کے اجلاسوں کے علاوہ رات کے وقت بھی دو اجلاس منعقد ہوئے ۔ ایک اجلاس میں دنیا کی پچاس مختلف زبانوں میں تحریک جدید کے مقصد پر تقاریر ہوئیں ۔

الحمدللہ کہ یہ عظیم الشان روحانی اجتماع خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا ۔

*